

# القلادة المسرعة في تحصيل الأجوبة الأربع

تتميز هذه القلادة بكونها منسوبة إلى  
لغة القرآن الكريم

مولانا الشافعي عيسى بن عبد الله

تتميز هذه القلادة بكونها منسوبة إلى  
لغة القرآن الكريم

تتميز هذه القلادة بكونها منسوبة إلى  
لغة القرآن الكريم



دار النشر: دار الفکر

www.daral-farq.com

# الْقِلَادَةُ الْمَرْصَعَةُ فِي نَحْوِ الْأَجْوِبَةِ الْأَرْبَعَةِ

(چار جوابوں کے مقابلہ میں پرویا ہوا مار)

(مولوی اشرف علی تھانوی کے چار فتوؤں کا ردِ بلیغ)

میں جسکے ازکان پور بازار میرہ دکان نور بخش و محمد سلیم مرشد مولوی محمد شفیع الدین صاحب مگینی  
تلمیذ مولوی احمد حسن صاحب کانپوری ۱۶ صفر ۱۳۱۲ھ

بخدمت محب کلمات عقیدہ و نظیر جناب احمد رضا خاں صاحب دامت افضالہم السلام علیکم، ایک  
استفتاء خدمت شریف میں ارسال ہے پہلا جواب مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا تھا دوسرا جواب مولوی قاسم علی  
مراد آبادی نے لکھا ہے چونکہ دونوں جوابوں میں مخالف ہے لہذا ارسال خدمت شریف میں کیا گیا ہے جو جواب صحیح ہو  
اُس کو ضرور دستخط سے مزین فرمائیں، اگر دونوں جواب غلط تحقیق میں تو جناب علیرہ جواب مع حوالہ کتب تحسیر  
فرمائیں ملاحظہ ایکنہ ایہا العلماء من حکمہ اللہ تعالیٰ (اے علماء! حکم اللہ تعالیٰ! تمہارا جواب اس سلسلہ  
میں کیا ہے؟) ت ان مسئلوں میں کہ

- (۱) ایک شخص اپنے ایک پیسے معذوب ہے چونکہ اس کو شب کو دوبارہ مسجد میں آنے سے تکلیف ہوتی ہے تو وہ  
فصل مسجد میں قبل اذان و جماعت کے اپنی نماز مشاہیر ایک شخص کے اقامت کہہ کر پڑھ لیتا ہے پس شخص  
مذکور کو جماعت کا ثواب ہو گا یا نہ۔ اور جو جماعت مع اذان کے بعد کہ ہوگی اُس میں کچھ کو اہمیت ہوگی یا نہ؟
- (۲) عمارہ شخص مذکور کے جو نماز پڑھتا ہے تو بعد والی جماعت بسبب فوت ہونے سے تہجد کے ترک کرتا ہے جائز ہے

یا نہ؟  
(۳) ایک شخص ہمیشہ قیلولہ اس طرح کرتا ہے کہ اُس کی نلہر کی جماعت اولیٰ ترک ہو جاتی ہے اور عند اُس کا خوف  
فوت تہجد ہے جائز ہے یا نہ؟

(۴) چند شخصوں کو کوئی ضرورت درپیش ہے وہ چند شخص قبل اذان و جماعت اپنی نماز جماعت سے مسجد میں پڑھیں جائز ہے یا نہ؟ بیعتوا توجہوا

### جواب کان پور

جواب سوال اول: نفس جماعت کا ثواب ملے گا مگر جماعت اولیٰ کی فضیلت سے محروم رہے گا، جماعت اولیٰ وہی ہوگی جو اذان و اقامت سے اس کے بعد ہوگی اور اس میں کچھ کراہت نہیں ہے۔  
جواب سوال دوم: خوف فوت تہجد ترک جماعت اولیٰ میں عذر نہیں ہے۔  
جواب سوال سوم: یہ عذر ترک جماعت ظہر نہیں ہو سکتا۔

جواب سوال چہارم: ضرورت شدیدہ میں ترک جماعت اولیٰ جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اشرف علی  
ازگروہ اولیا

### جواب مراد آباد

جواب سوال اول: لایہ کہ شخص مندرجہ سوال کا جماعت کرنا مکروہ تحریمی ہے ثواب جماعت اصلاً نہ ہوگا اس لئے کہ اولاً تو معذور ہے جماعت ساقط ہے بلکہ بلا جماعت امید حصول ثواب بوجہ معذوری کے ہے  
کما فی الہندیۃ و تسقط الجماعۃ بالاعذار  
حتی لا تجب علی المریض والمقعد و  
المر من ومقطوع الید والرجل من خلوات  
والمفلوج الذی لا یتطیر المشوش و  
الشیخ الکبیر العاجز او کان قیام المریض  
او یخاف ضیاع مالہ انتہی ملخصاً۔ اپنے مال کے ضیاع کا خطرہ ہو نہ کہ سبب فراوان جماعت اجنبیوں کی ہوتی ہو  
و معہذا (اور اس کے باوجود۔ ت) اس شخص کا بغیر اذان و اقامت کے جماعت کرنا علی الخصوص  
ایسے شخص کے ساتھ کہ وہ شرعاً معذور نہیں ہے موجب کراہت تحریر کا ہے۔ چنانچہ فقہ حنفی عالمگیری میں

لکھا ہے۔

و یکرہ اداء المكتوبة بالجماعة في المسجد  
بغیر اذان و اقامة۔  
مسجد میں فرض نماز بغیر اذان و اقامت باجماعت ادا  
کرنا مکروہ ہے۔ (ت)

وتیزر انست (نیز اسی میں ہے۔ ت)۔  
الاذان سنة كاداء المكتوبة بالجماعة وقيل  
انه واجب الصحيح انه سنة مؤكدة۔

باجماعت فرض نماز کی ادائیگی کے لئے اذان سنت ہے  
اور بعض نے اسے واجب کہا ہے صحیح یہ ہے کہ  
یہ سنت مؤکدہ ہے (ت)

پس حصول ثواب نفس باجماعت کہاں ہو اگرچہ ترک سنت مؤکدہ کے موجب معصیت ہے۔

كما قال العلامة الشامي صرح العلامة  
ابن نجيم في مسانته المؤلف في بيان  
المعاصي بان كل مكروه تحريما من  
الصغار ثم صرح ايضا بانهم شرطوا الاستقاء  
الهداية بالصغيرة الادمان عليها۔  
جیسا کہ علامہ شامی نے فرمایا علامہ ابن نجیم نے اپنے  
اس رسالہ میں جو انہوں نے بیان معاصی میں تحریر  
کیا ہے فرمایا، ہر مکروہ تحریمی مذکور میں ہے، اور  
یہ بھی تصریح کی ہے کہ اہل علم نے صغیرہ کے سبب  
استقاء مذات کے لئے، بس پریشانی کو شرط

قرار دیا ہے۔ (ت)

اور جو جماعت بعد کہ مع اذان ہوگی وہ بلا کر است ہوگی کما صر (جیسا کہ گزرا۔ ت) فقط  
جواب سوال دوم کا یہ ہے کہ جواب سوال اول سے بخوبی مرہم ہو گیا کہ شرعاً یہ جماعت مکروہ تحریمی ہے پس  
دوسرے شخص کا اس معذور کے ساتھ قبل اذان کے خوف فوت نماز تہجد کے نماز پڑھنا ترک کرنا جماعت کا ہے اور  
ترک جماعت کہ سنت مؤکدہ قریب واجب کے ہے واسطے ادا اسے صلوٰۃ تہجد کے کہ مستحب ہے درست نہیں اس  
واسطے کہ ترک سنت معصیت ہے برخلاف امر مندوب کہ وہ معصیت نہیں، درمختار میں لکھا ہے۔

ومن المنذوبات تركها السفر والقدوم منه سفر پر جانے اور اس سے واپسی پر دو رکعت اور

۵۲/۱	الفصل الاول في صفة واحوال الميزان	مطبوعہ نوری کتب خانہ پشاور
۵۳/۱	" " " " " " " "	" " " " " " " "
۳۳۴/۱	مطلب المکرہ تجزی من الصفحات الخ	مصطفیٰ الیابی مصر
" "	" " " " " " " "	" " " " " " " "

وصلوۃ اللیل

رات کی نماز مندوبات سے ہے۔ (ت)

علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں:

قال في البحر الذي يظهر من كلام اهل المذاهب  
الاثر منوط بترك الواجب او السنة  
المؤكد على الصحيح لقسمي بهم بات  
من ترك سنن الصلوات الخمس قبل لا يات  
والصحيح ان يات وتصور محتم بالاثم من ترك  
الجماعة مع انها سنة مؤكدة على الصحيح فقط

بحر میں کراہی مذہب کے کلام سے ظاہر ہو رہا ہے کہ صحیح مذہب پر گناہ  
تہ ہو گا جب ترک واجب یا ترک سنت مذکور ہو  
کیونکہ علماء کی تصریح ہے جو شخص صلوات خمس کی سنن  
ترک کرے ایک قول کے مطابق گنہگار ہو گا اور صحیح ہے کہ گنہگار ہو گا  
اس بات کی بھی تصریح کی ہے کہ جماعت کا ترک گناہ  
ہے مگر وہ صحیح قول کے مطابق سنت مذکور ہے (ت)

جواب سوال سوم بہترین ہے کہ بوقت تہجد کے اس قدر قیلولہ نہ کرے کہ جو موجب ترک فضیلت جماعت  
اولی کا ہو ورنہ ولہذا اگر کسی کو جائز ہے بشرطیکہ جماعت ترک نہ ہو بلکہ جماعت ثانیہ ہو ورنہ اس سے کہ  
ہمارے اساتذہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قول محقق یہی ہے کہ جماعت ثانیہ بلا کراہت درست ہے اور مساوی  
ہے ثواب میں نفس ثانیہ اولیٰ کے اور جماعت اولیٰ ہے اور چنانچہ میرے استاد دو کامل و محدث والد ماجد قدس سرہ  
کا اثبات جماعت ثانیہ کے بارہ میں ایک رسالہ مبسوط ہے من شاء فليطلب عليها جو شخص تفصیل چاہے  
اس کا مطالعہ کرے (ت) بناءً علیہ واسطہ اعانتے نماز تہجد کے کراہی درج کی مستحب ہے اس قدر قیلولہ نہ کرنا کہ جس سے  
جماعت اولیٰ ترک ہو جائے نہ مطلق جماعت بلا مشہور جائز ہے اس لئے کہ فضیلت جماعت کی مساوی فضیلت تہجد کے  
نہیں ہے بلکہ کمتر ہے من شاء فليطلبها لعل الاحادیث الصریحۃ فی هذا الباب من الصحاح والحسان  
(جو شخص تفصیل چاہتا ہے وہ ان احادیث صحیحہ اور حسان کا مطالعہ کرے جو اس مسئلہ کے بارے میں مروی  
ہیں۔ ت) فقط۔

جواب سوال چہارم بحالت عذر شرعی کے بھی قبل اذان کے مسجد میں جماعت کرنا اشخاص مندرجہ سوال کا  
درست نہیں مگر وہ ہے جائز بعد اذان کے درست ہے

كما في الهندية ويكره اداء المكتوبة بالجماعة  
في المسجد بغیر اذان واجامعة۔  
جیسا کہ ہندیہ میں ہے مسجد میں اذان و اقامت کے بغیر  
خمس نماز کی جماعت مکروہ ہے (ت)

۹۶/۱	مطبوعہ مطبع مجتبیٰ دہلی	باب الوتر والنوافل	۹۶/۱
۷۷/۱	مطبعة البابي مصر	مطلب فی السنۃ وقرئہا	۷۷/۱
۵۴/۱	مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور	الفصل الاول فی صفة واحوال المردی	۵۴/۱

ہی حکم سر مستولہ کا ذکر تحریر نما واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب فقط حرمہ العبد  
المستقر الی اللہ العفی محمد قاسم علی عفی عنہ

الجواب صحیح والمجیب نجیم

خیر سید  
شکستہ محمد گل

قاسم علی خلف  
مولانا محمد عالم علی

## الجواب

اللہم ھدایۃ الحق والصواب

(لے اللہ! حق اور صواب کی ہدایت عطا فرما)

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ الذی  
بدع علی الجماعۃ والصلوۃ والسلام علی  
صاحب الشفاعۃ وآلہ وصحبہ اولی البراعۃ  
وسائر اھل السنۃ والجماعۃ۔

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت رحمت والا اور مہربان  
ہے، تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے جس کا مآب تک  
پاتھ جماعت پر ہے اور صلوة و سلام اس ذات اقدس  
پر جو صاحب شفاعت ہے اے آپ کی آل اور اصحاب  
پر جو صاحب فضیلت ہیں اور تمام اہل سنت جماعت پر رحمت،  
جواب سوال اول و چهارم : ہاں فعل مذکور مکررہ و مختور ہے نہ اس وجہ سے کہ مختور سے جماعت ساقط  
یا اسے بے جماعت ثواب ثابت نہ کہ،

اولاً ساقط وجوب ہے درجائز بلکہ جماعت افضل و عزیمت،

وفی رد المحتار قولہ من غیر حرج قید  
لکونھا سنۃ مؤکدۃ اود اجبۃ فیال حرج  
یوتفع الاثم ویرخص فی ترکھا وکنہ یغوثہ  
الاختصار

رد المحتار میں ہے کہ مان کا قول من غیر حرج قید ہے  
اس بات کی کہ جماعت سنت مؤکدہ یا واجب ہے  
اور ترکہ کی وجہ سے گناہ نثر اور جماعت کے ترک میں  
رحمت ہوگی البتہ وہ افضل کو فوت کر دے گا (الذات)

ثانیاً نہ بے جماعت ثواب جماعت مانع جماعت فشتان ما بینت الحکمہ والحقیقۃ (حکم اور  
حقیقت میں نہایت ہی فرق ہے۔ ت) سورہ انعام ثلاث قرآن عظیم کے برابر ہے کیا تین بار اسے پڑھنے والا تمام قرآن سے  
مترن ہوگا (نماز میں) جماعت ثواب نصف شب اور میں جماعت فجر قیام تمام میل کے مساوی ہے کیا یہ نماز میں جماعت  
سے پڑھنے والا اسی کے میل سے باز رکھا جائے گا بشرط میں اس کی نظر نہ ہو اور نہ ہزار ہیں۔

فی الحدیث المتواتر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قل هو اللہ احد تعدل ثلث القراءات اخرجہ مالک و احمد و البخاری و ابوداؤد و النسائی عن ابی سعید الخدری و البخاری عن قتادة بن النعمان و احمد و مسلم عن ابی الدرداء و مالک و احمد و مسلم و الترمذی و النسائی و ابن ماجہ و الحاكم عن ابی ہریرۃ و احمد و الترمذی و حسنہ و النسائی عن ابی ایوب الانصاری و احمد و النسائی و القیاضی المختار عن ابی بن کعب و الترمذی و حسنہ عن انس بن مالک و احمد و ابن ماجہ عن ابی مسعود البدری و فی الباب عن عبد اللہ بن مسعود و عبد اللہ بن عمر و معاذ بن جبل و جابر بن عبد اللہ و عبد اللہ بن عباس و اکثر مکتوبات حقیقہ و غیرہ

شہ رواۃ عنہ الطبرانی فی الکبیر ۱۲ من (اس کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔ ت)  
شہ رواۃ الطبرانی فی الکبیر و الحاكم و ابو نعیم فی الخلیۃ ۱۲ من

شہ الطبرانی فی الکبیر ۱۲ من (اس کو طبرانی نے مجہد میں روایت کیا ہے۔ ت)

شہ البزار ۱۲ من (اس کو بزار نے روایت کیا ہے۔ ت) شہ ابو عبیدہ ۱۲ من (اس کو ابو عبیدہ نے روایت کیا ہے۔ ت)

شہ الامام احمد ۱۲ من (اس کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔ ت)

شہ رواۃ البیہقی فی السنن عن سراج القنوی اس کو بیہقی نے سنن کبریٰ میں سراج غفری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے یہ پندرہ کے پندرہ صحابی ہیں (لہذا حدیث متواتر ہوئی) ۱۲ من غفرلہ

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متواتر روایت میں ہے سورہ اخلاص قل هو اللہ احد کی تلاوت قرآن کی تسائی کے برابر ہے اسے امام مالک، احمد، بخاری، ابوداؤد اور نسائی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بخاری نے قتادہ بن النعمان رضی اللہ عنہ سے، احمد و مسلم نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے، مالک، احمد و مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت ابومریرہ رضی اللہ عنہ سے، احمد و ترمذی اور انس بن مالک نے اس روایت کو حسن قرار دیا، اور نسائی نے حضرت ابوالویب الصاری رضی اللہ عنہ سے، احمد، نسائی اور ضیاء مقدسی نے بخاری میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے، ترمذی نے اسے حسن قرار دیتے ہوئے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، احمد اور ابن ماجہ نے حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اس سلسلہ میں حضرت عبد اللہ بن مسعود، عبد اللہ بن عمرو،

معاذ بن جبل، جابر بن عبد اللہ، عبد اللہ بن عباس، ام کلثوم بنت عقبہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے بھی روایات مروی ہیں۔ مالک، احمد اور مسلم نے امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے نماز عشاء جماعت کے ساتھ ادا کی گویا اس نے نصف رات قیام کیا اور جس نے صبح کی نماز باجماعت پڑھی گویا اس نے تمام رات قیام کیا (ت)

رضی اللہ تعالیٰ عنہم ما لک و احمد و مسلم عن اھل المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من صلی العشاء فی جماعة فكانما قام نصف اللیل ومن صلی الصبح فی جماعة فكانما صلی اللیل کلہ۔

فالشاذلیسی حالت میں ہے ادا سے جماعت ثواب جماعت ثواب ثابہ۔

حق تعالیٰ علی الاطلاق فی فتح القدر میں اور علامہ ابراہیم حلبی نے غفرہ میں مسئلہ اعمیٰ کے تحت یہ لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نابینا کو فرمانا کہ میں تم سے رخصت نہیں ہوتا اس کا معنی یہ ہے کہ میں تم سے جماعت کی فضیلت و ثواب بغیر حاضری جماعت کے نہیں پاتا اس کا یہ معنی نہیں کہ آپ نے حاضری جماعت نابینا پر مقرر فرمائی کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دوسرے صحابی عقیبان بن مالک رضی اللہ عنہ کو اسی غرض کی بنا پر جماعت سے رخصت عنایت سے فرمائی ہے جیسا کہ بخاری و مسلم میں موجود ہے (ت)

تنبیہ اقول (میں کہتا ہوں) ہمارا استنباط و دلیل ان دونوں بزرگوں کے اس افادہ سے ہے کہ فضیلت جماعت حاضری کے بغیر حاصل نہ ہوگی

قال المحقق علی الاطلاق فی فتح القدر و العلامة ابراہیم حلبی فی الغنیۃ فی مسألة الاعمی وقول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما اجد لك من خصۃ معناه لا اجد لك من خصۃ تحصل لك فضيلة الجماعة من غير حضورها لا الإيجاب علی الاعمی لانه علیہ الصلوۃ والسلام من خص لعقبان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی ما فی الصحيحین۔

تنبیہ اقول استنباطنا انما هو بهما افادامت عدم حصول الفضيلة ولو للمعذور بعد وقت الحضور وفيه



ایضا تفصیل یعلوم بالرجوع الی المراق  
و غیرہا اما کون معنی الحدیث  
هذا فعندی محل نظر یعنی کہ  
موت جمع طرق الحدیث فقہ  
صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ  
قال انی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم راہل اعمی فقال یا رسول اللہ  
انہ لیس لی قائد یقودنی الی المسجد  
فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم انت یرخص لہ فیصلی فی  
بیتہ فرخص فلما ولی دعاء فقال هل  
تسم النداء بالصلاة فقال نعم  
قال فاجبت واخرجه السراج  
فی مسنده حیثا فقال ان  
ابن ام مکتوم الا عنی الحدیث  
وعند الحاکم عن ابن  
ام مکتوم قلت یا رسول اللہ  
ان الحدیث کثیرۃ الہوام  
والسباع قال اسمع حم  
علی الصلوۃ حم علی  
الضلاح قال نعم قال فحم  
حملا و عند احمد وابن خزیمہ

خواہ وہ شخص معذور ہی کیوں نہ ہو، اور اس میں بھی تفصیل  
ہے جس کے پانے کے لئے مراقی وغیرہ کی طرف رجوع  
ضروری ہے، باقی حدیث کا یہ معنی کرنا میرے نزدیک  
عمل فقہ ہے جس کی معرفت حدیث کے  
طریق کو جمع کرنے سے ہوگی۔  
— تو صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
کی خدمت اقدس میں ایک نابینا شخص آیا اور عرض کیا  
یا رسول اللہ! مجھے کوئی مسجد میں لانے والا نہیں،  
انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چاہا کہ آپ اسے  
اس بات کی اجازت دے دیں کہ وہ گھر میں نماز ادا  
کرتے، آپ نے اجازت مرحمت فرمائی، جب وہ  
گھر گئے تو آپ نے دوبارہ بلایا اور پوچھا، کیا تم نماز  
کی اذان سنتے ہو؟ عرض کیا، ہاں۔ فرمایا، اس کا  
جواب دو (یعنی باجماعت نماز پڑھو) اسے سراج نے  
مسند میں تفصیلاً بیان کرتے ہوئے اس صحابی کا  
نام لیا کہ آپ کی خدمت میں حضرت ابن ام مکتوم نابینا  
صحابی حاضر ہوئے الحدیث۔ حاکم روایت کرتے ہیں  
کہ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ  
میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میری طبیعت میں ہست  
کاٹنے والے کیڑے اور درد ہے، میں، فرمایا، تم  
حمی علی الصلوۃ حتی علی الضلاح سنتے ہو؟ عرض کیا ہاں۔

والحاکم عنہ بسند جيد السعی  
ان اہلی فی بیئتی قال اسمع الاقامة  
قال نعم قال فأتھا وفي اخری  
قال فاحضرتھا ولم یرخص له و  
البیهقی عنہ سألہ ان یرخص  
لہ فی صلاة العشاء والفجر قال  
هل تسمع الاذات قال نعم  
مرة او مرتین فلم یرخص  
لہ فی ذلك وله عن کعب بن عجرة  
جاء رجل فسریر الی النبی صلی  
اللہ تعالی علیہ وسلم فیہ ایبلغت  
النداء قال نعم قال فاذا سمعت  
فاجتنب ولا حمد واجتنب یعلل  
والطبرانی فی الاوسط و  
ابن حبان عن جابر  
واللفظ لہ قال اسمع الاذان  
قال نعم قال فأتھا ولو حبشوا  
فکانت ذلک فیما نزع و اللہ  
تعالی اعلم انه مرخص

فرمایا اس کی طرف آؤ۔ مسند احمد ابن خزیمہ اور حاکم  
نے انہی سے سند جید کے ساتھ نقل کیا کہ میں نے  
عرض کیا کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں گھر میں  
نماز ادا کر لوں؟ فرمایا ہیکہ اقامت سنتے ہو؟ عرض  
کیا ہاں۔ فرمایا اس کی طرف آؤ۔ دوسری روایت  
میں ہے اس میں حاضری دو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے رخصت  
نہ دی۔ بیہقی نے حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالی  
عنہ سے ہی روایت کیا کہ انہوں نے آپ صلی اللہ  
تعالی علیہ وسلم سے اس بات کی رخصت چاہی کہ  
انکو حشا اور فجر کی نماز میں جماعت سے رخصت  
دے دیں۔ فرمایا کیا تم اذان سنتے ہو؟ عرض کیا  
ہاں۔ ایک یا دو دفعہ پڑھا آپ نے انہیں اس  
بار سے میں رخصت نہ دی۔ بیہقی میں حضرت کعب  
بن جحر رضی اللہ تعالی عنہ سے ہے کہ ایک نابینا شخص  
رسالت نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی خدمت اقدس  
میں آیا اسی میں ہے کہ آپ نے پوچھا کیا تجھے اذان  
کی آواز پہنچتی ہے؟ عرض کیا ہاں۔ فرمایا جب تو  
سنتا ہے تو جواب دے (یعنی جماعت میں حاضری  
دے) مسند احمد ابو یعلیٰ طبرانی کی اوسط میں اور

مسند احمد بن حنبل حدیث عربی ام مکتوم رضی اللہ عنہ  
۴۲۲/۳ دار الفکر بیروت  
۲۴۷/۱ مطبوعہ دار الفکر بیروت  
۳۳/۲ دار الکتاب بیروت  
۳۲/۲

یہ دونوں حوالے مجھے سے اس لئے نقل کئے کہ سنن بیہقی اور شعب الایمان البیہقی سے نہیں ملے ہو سکتا ہے یہ لفظ  
لبیہقی کی بجائے للطبرانی ہو کر مجھے سے طبرانی اوسط کے حوالے سے یہ دونوں حدیثیں نقل کی ہیں۔ نیز احمد سعیدی  
شہ الاحسان ترتیب صحیح ابن حبان باب فرض الجماعة والاعذار مطبوعہ مکتبۃ الرسالہ بیروت ۲۵۲/۴

اللہ تعالیٰ عنہ لہر کی  
یشوق علیہ المشی وکانت  
یہتدی الی الطريق من دون  
حرج کما یشاہد الآت ف  
کثیر من العمیات ثم راجعت  
الزرقانی علی المؤطا فرایتہ  
نفس علی ذلک نقل فقال و  
حملہ العلماء علی انہ کان  
لا یشوق علیہ المشی وحده کثیر  
من العمیات اھ وچ یترجع  
بحث العلامة الشامی حیث بحث  
ایجاب الجمعة علی اعیال  
ہولاء فقال بل یظہر لی وجوبہا  
علی بعض العمیات الذی  
یمشی فی الاسواق و یعرف  
الطریق ہل قاسد ولا کلفة و یعرف  
اعب مسجد اہل اہد بلا سؤال احد  
لاہ حیث شہد کالمریض القادر علی  
الخروج بنفسہ بل ربما تلحقہ  
مشقة اکثر من هذا تامل اھ  
ثم من آیت الامام سووی نقل فی  
شرح مسلم ما ذکر المحققان من  
معنی الرجعة عن الجمہور فقال  
اجب الجمہور عنہ بانہ سأل

ابن جان میں حضرت جابرؓ نے زوی الفاظ ابن جان  
کے ہیں کیا تم اذان سنتے ہو عرض کیا ہاں  
فرمایا اس کی طرف آؤ خواہ گھٹنوں کے بل آؤ پٹنے  
اس مسئلہ میں ہماری رائے یہی ہے حقیقت حال  
سے اللہ ہی آگاہ ہے کہ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ پر چلنا دشوار نہ تھا اور وہ بغیر کسی حرج کے  
راستہ پالیتے تھے جیسا کہ اب بھی بہت سے نابینا  
لوگوں میں مشاہدہ کیا جاتا ہے پھر میں نے زرقانی  
علی لہذا کا حال لکھا تو اس میں بعض ہی بات  
منقول تھی کہ تمام اہل علم کی یہی رائے ہے کہ ان پر  
تنہا چلنے میں دشواری نہ تھی جیسا کہ اب بھی بہت نابینا  
قادر ہیں چلنا شروع کر دیتے اور اب علامہ شامی کی وہ  
بحث بھی ریح پاسے کی جو انہوں نے ایسے لوگوں پر  
جمہور واجب قرار دیتے تھے کی ہے تو کہا بلکہ مجھ پر یہ  
بات واضح ہوئی ہے کہ ایسے نابینا لوگوں پر جمہور واجب  
ہر گاہ کہ غیر کسی فائدہ اور بلا مشقت تنہا راستہ جان کر  
چل سکتے ہوں اور اس میں نہ تکلیف نہ پہنچ سکتے  
ہوں جہاں انہوں نے نماز ادا کر لی ہو کیونکہ یہ اس  
وقت اس مرض کی طرح ہوں گے جو خود بخود نکلنے پر  
قادر ہو بلکہ بعض اوقات مرض کو اس سے کہیں زیادہ  
مشقت اٹھانا ہوتی ہے تاہل اہد پھر میں نے امام  
قزوینی کی شرح مسلم دیکھی اس میں انہوں نے دونوں  
محققین کا جمہور سے معنی نہ خصت ذکر کیا ہوا نقل کر کے  
فرمایا جمہور اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ حضرت

ملہ شر الزرقانی علی الزکا فصل صلوۃ الجماعۃ  
ملہ رد المحتار باب الجمعۃ

۲۶۷/۱ مطبوعہ مکتبہ تجاریہ کبریٰ مصر  
۶۰۲/۱ مطبوعہ مکتبۃ الباب فی مصر

ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آپ سے یہ سوال کیا تھا کہ مجھے گھر پر نماز پڑھنے کی اجازت دی جائے اور غدر کی بنا پر حاضر نہ ہونے کی وجہ سے جماعت کا ثواب بھی حاصل ہو، تو اس کا جواب نفی میں آیا۔ امام نووی نے فرمایا اس مسئلہ سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ غدر کی بنا پر عمری جماعت کے سقوط پر تمام اُمت مسلمہ کا اتفاق ہے اور اس کی دلیل سنت سے وہ حدیث ہے جو حضرت عثمان بن ماکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سب میں مروی ہے (۱)۔

اقول (دیں کہت ہوں) اس تائید میں جو کچھ ہے وہ آپ کے یہاں اس صورت میں ہے جب ابن ام مکتوم کے لئے حرج ثابت ہو، شاید حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو گول میں سے ہوں جن کو تنہا چلنا دشوار ہو بخلاف ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان کے لئے ایسا معاملہ تھا، پھر امام نووی نے حضور علیہ السلام کے ارشاد واجب کے ورد سے یہ بات بھی تو جواب احتمال دیا کہ ممکن ہے یہ حکم ساری میں ہی لازم ہو سکے گا اور بھی احتمال ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اجتہاد میں تبدیلی ہوئی ہو، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ رخصت بمعنی عدم وجوب ہو اور آپ کا ارشاد واجب افضل کی طرف متوجہ کر دیا ہو۔

ہل له من خصصة ان يصل في بيته و  
تحصل له فضيلة الجماعة بسبب  
عدمه فقيلا قال ويؤيد هذا  
ان حضور الجماعة يسقط بالعدو  
باجماع المسلمين و دليله من  
السنة حديث عتبة بن  
مالك الز.

اقول وقد علمت ما في هذا  
التائيد فانت الشان في ثبوت  
الحرج له رضي الله تعالى عنه  
لعل عتبة كانت من متحرج المشو  
و حدة دون ابن ام مکتوم رضي الله  
تعالى عنهما ثم انت الامام النووي  
استشعر ورود قوله صلى الله عليه وسلم  
فاجب فاجاب باحتمال انه يوجب  
نزل في الحال و باحتمال تفسير  
اجتهاد صلى الله تعالى عليه وسلم  
و بان الترخيص كانت بمعنى عدم  
الوجوب و قوله فاجب مندب الى  
الافضل.

**اقول** اما الاولای فتلیم للقول واما حمل فاجب علی السند بخلاف الظاهر لاسیما مع بناء علی سماع الاذان فان السند حافل مطلقا فاخبرم واللہ تعالی اعلم

**اقول** (میں کہتا ہوں) پتہ دونوں، تمہارے قول کی وجہ سے تسلیم کرنا واجب کہ مذہب پر محمول کرنا خلاف ظاہر ہے خصوصاً جب اس کی بنا اذان کے سماع پر ہو کہ مذہب تو ہر حال میں حاصل تھا، فافہم واللہ تعالی اعلم۔

دابعاً سب سے قطع نظر کیجئے تو یاؤں کا ذکر عذر فی المختار سے نہ ہذا نظر کا لفظ و الطبی و امثالہا بلکہ جب اولاً وہی بیان جماعت ہے اذان کہ در باب استئذان ہو کہ اذان اگرچہ واجب الرحمان و مراقی الفلاح و رد المحتار کے اخلافت بہت وسیع ہیں

ويعايرها كثير من روايات المبسوط والمحيط والخانية والمختصة والبخارية والهمدية وغيرها من المعتبرات حتى نفس رد المحتار ومستروجه الدر المختار كما بيناه فيما علقه على ط مشيخ

مبسوط، محیط، خانہ، خلاصہ، برآزیر، ہندیہ اور دیگر معتبر کتاب کی اکثر روایات اس کے معارض ہیں حتیٰ کہ خود رد المحتار اور اس کی کاتبین درمنا میں بھی معارض میں صیاد کہ ہم نے اس کے حاشیہ میں بیان کیا ہے (د)

تر اس قدر بلا مشیہ ثابت کہ نماز پنجگانہ سے جو نماز وقتی مجال احوال غیر غزاة مسجد میں با جماعت لو اگر اس کے لئے بعض صورت مستثناة کے وقت میں اذان کا پہلے پڑ لینا سنت مذکورہ قریب بواجب ہے اور ہے اس کے

على دخل الجمعة وخروج صلوة العیدین والكسوف والخسوف والجماعة والاستسقاء وغيرها والقواض وجماعة النساء والعبيات والعبيد والعراة وجماعة البيوت والمحررا ومستند كل ذلك من ذكره فيما علقه على رد المحتار ۱۲ منہ غفر له (۴)

اس میں جمود داخل اور عیدین، کسوف، جنازہ اور استسقاء وغیرہ اور قضا اور جماعت خواتین بچوں غلاموں، ننکوں اور گھریلو جماعت اور جنگل کی جماعت اس کے خارج ہے اور ہر ایک پر دلیل ہم نے اپنے حاشیہ رد المحتار میں تحریر کی ہے ۱۲ منہ غفر له (د)

علیٰ مثل جمعة کے دن شہر یا قصبہ میں جو معذور نظر نہیں انھیں اذان کی اجازت نہیں اگرچہ جماعت کریں کہ انھیں جماعت کرنا بھی جائز نہیں مگر حج میں عصر عذر و عشا کے غزوہ کے لئے صرف تکبیر ہو جاتی ہے نہ اذان۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

جماعت کر لینا مکروہ و گناہ یہاں تک کہ جماعت شرعاً اصلاً معتبر نہیں اس کے بعد جو جماعت باذان و اقامت ہوگی وہی پہلی جماعت ہوگی بلکہ علماء فرماتے ہیں اگر کچھ لوگوں نے آہستہ اذان دے کر جماعت کر لی کہ آواز اذان و ردوں کو نہ پہنچی تو ایسی جماعت بھی داخل شمار و احتساب نہیں کہ جب سر سے سے اذان دی ہی نہ جائے ، و نیز امام کروری میں ہے ،

ويكبر للمرجل اداء الصلوة جماعة في  
مسجد بلا علامين لا في المفازة والكرى  
والبيوت الخ

مردوں کے لئے مسجد میں قرائت کی جماعت اذان و

اقامت کے بغیر مکروہ ہے ، جنگل ، گھنے باغوں اور

گھروں میں مکروہ نہیں (ت)

اقول (میں کہتا ہوں) اس کا قول "بلا

اعلامین" یعنی اذان و اقامت کو جمع کئے بغیر

نہ زمانہ کی کراہت دونوں کے ساتھ نماز باجماعت دائرہ ہے

ایک کے ساتھ اس کا قول لا في المفازة ، لہذا اس پر دلیل ہے

کہ جماعت کا توازن کا ترک ہر حال میں مکروہ ہے خواہ

جنگل میں ہو اور ان دونوں کے ترک پر اساعت کی

تصریح ہے (ت)

اقول قوله بلا اعلامين اي بدون

الجمع بينهم فنافي الكراهة هو الايات

بمعنا لا واحد هما بدليل قوله لا في

المفازة الخ فان ترك اعلام المشرع

مكروه مطلقا ولو في المفازة وقد نص

على الاسادة في تركهما -

(بقیہ ماحشہ صفحہ گزشتہ)

کہا فی الہندیۃ عن الخانیۃ ولا حاجۃ

ہہنا الى استئذان فوانت تودی فی المسجد

کہا فعل الشیء ولا عاراء اول فوانت

ولو ادیت فی غیر المسجد کہا زدنا علیہ

لان التکلام ہہم فی الاذان ۱۲۰۱ منہ عصر لہام

بندی میں قاری کے واسطے سے یوں ہی ہے اور ان

وقت شدہ نمازوں کے استئذان کی ضرورت نہیں جو

مسجد میں ادا کی جائیں جیسا کہ شامی نے کیا ہے اور

اور نہ ہی ماورائے اول کے وقت شدہ کا استئذان

ضروری ہے اگرچہ وہ غیر مسجد میں ادا کی جائیں جیسا کہ

بہر نے اس کی تفسیر کیا ہے کیونکہ یہاں گفتگو ادا میں ہو رہی ہے۔

در و غیر علامہ برلی خسرو میں ہے،

وَيَأْتِي بِهِمَا، اِى كَافَاتِ الْاَقَامَةِ الْمَافِرِ  
وَالْمَصِلِ فِى الْمَسْجِدِ جَمَاعَةً وَفِى بَيْتِهِ  
مُفَصَّرٌ وَكَرَّةٌ (لَاوِل) اِى الْمَافِرِ (تَرْكُهَا)  
اِى (دَامَتِ) (وَلَّتْ) اِى الْمَصِلِ فِى الْمَسْجِدِ  
(تَرْكُهُ) اِى الْاَدَانِ (اَيْضًا) اِى كَالَاَقَامَةِ۔

(ان دونوں کو بجا لائے) یعنی اذان و اقامت کے  
ساتھ (مسافر اور نمازی مسجد میں جماعت کئے  
اور شہر میں گھر پر نماز ادا کرنے والا) اور پہلے کے لئے  
مکروہ ہے (یعنی مسافر کے لئے) (اس کا چھوڑنا)  
یعنی تکبیر کا (اور دوسرے کے لئے) یعنی مسجد میں نماز  
ادا کرنے والے کے لئے (اس کا چھوڑنا) یعنی اذان کا  
(بھی) یعنی اقامت کی طرح مکروہ ہے (ت)

تکبیر میں ہے،

لَوْ هُوَ بَعْضُ هَذِهِ الْمَسْجِدِ بِاقَامَةٍ وَجَمَاعَةٍ  
ثُمَّ دَخَلَ الْمَوْذِنُ وَالْاِمَامُ مَوْبِقِيَّةَ الْجَمَاعَةِ  
فَالْجَمَاعَةُ الْمُسْتَجِبَةُ لَهُمْ وَكَرَاهَةُ  
لِلَاوِلِ كَذَى فِى الْمَضْمِنَاتِ۔

اگر کچھ اہل مسجد نے اقامت اور جماعت کے ساتھ نماز  
ادا کر لی پھر موزن، امام اور باقی لوگ آئے تو ان کی جماعت  
مستحب ہے، پہلی جماعت مکروہ ہوگی، مضمرات میں  
اسی طرح ہے (ت)

یہ خاص جزیرہ مسئلہ منقول ہے علامہ وغائیرہ جندیہ وغیرہ میں ہے،

وَالْمَقْطُوعُ لِلْاِمَامِ الْبَحَارِى جَمَاعَةً مِنْ اَهْلِ  
لِلْمَسْجِدِ اِذَا هُوَ فِى الْمَسْجِدِ عَلَى وَجْهِ  
الْمُخَافَةِ بِحَيْثُ لَمْ يَسْمَعْ غَيْرَهُمْ ثُمَّ حَصَرَ  
مِنْ اَهْلِ الْمَسْجِدِ قَوْمًا وَعَلِمُوا اَنْهُمْ اِنْ  
يَصْلُوا اِلَى الْجَمَاعَةِ عَلَى وَجْهِهَا وَلَا عَجَبَةَ  
لِلْجَمَاعَةِ الْاَوَّلَى اَلَيْهِ

الفاظ امام بحاری کے ہیں کہ تمہارے اہل مسجد میں ایک  
گروہ نے مسجد میں اتنی آہستہ اذان دی کہ ان کے غیر  
نے نہ سنی پھر دُجیر ہو گئے آئے اور ان کو علم ہوا تو  
ان لوگوں کو حق حاصل ہے کہ وہ سنت طریقیہ پر  
جماعت کر وائیں پہلی جماعت کا کوئی اعتبار  
نہیں (ت)

پس اُس بعد اور اُس کے شریک اور اُن ضرورت والوں کا یہ فعل جماعتِ مسنونہ معتبرہ شرعیہ نہیں بلکہ

مطبوعہ مطبع احمد کمالی السکاتہ فی دار السکاتہ مصر ۱۳۵۱  
۵۴/۱ - ذرائع کتب خانہ پشاور  
۴۸/۱ - مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ

رَبِّهِ الْاِمَامُ فِى شَرْحِ غُرَرِ الْاَحْكَامِ بَابُ الْاَذَانِ  
رَبِّهِ الْاِمَامُ فِى شَرْحِ غُرَرِ الْاَحْكَامِ بَابُ الْاَذَانِ  
رَبِّهِ الْاِمَامُ فِى شَرْحِ غُرَرِ الْاَحْكَامِ بَابُ الْاَذَانِ





تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا، جس نے اذان کو مسجد میں پڑھا  
پھر وہاں سے نکل گیا حالانکہ اسے نکلنے کی کوئی حاجت  
بھی نہ تھی اور واپسی کا ارادہ نہ رکھا ہو تو وہ منافق ہے۔

عليه وسلم من أدركه الأذان في المسجد  
ثم خرج لم يخرج له حاجة وهو لا يريد  
الرجعة فهو منافق  
ورحمته في

مکروہ تحریمی ہے سبب عافیت کے نکلنا اس شخص کا  
جس کا زمانہ پڑھی ہو اس مسجد سے جس میں اذان ہو گئی  
ہو۔ اشارہ ہے کہ آئین اکثر پرچلا ہے یعنی اکثر یہی  
ہوتا ہے کہ اذان کا وقت ہونے پر اذان ہو جاتی ہے، اور مراد اذان ہونے سے وقت نماز کا آ جانا ہے نماز مسجد

مکروہ تحریمہ للمہل من خروج من المسجد  
من مسجد اذن فيه جرى على الغالب  
والمراد دخول الوقت فيه أو لا  
يوتا ہے کہ اذان کا وقت ہونے پر اذان ہو جاتی ہے،  
میں اذان ہوئی ہو یا نہ۔ (مت)

بحر الرائق میں ہے،

نماز کے بغیر نکلنے سے ظاہر مراد یہ ہے کہ جماعت کھاتے  
نماز اذان کی ہوا لائے

الظاهر من الخروج من غير صلاة عدم  
المصلاة مع الجماعة

اقول (میں کہتا ہوں) اس سے ظاہر مراد  
وہ جماعت ہے جو سنوہ مشروع ہو نہ کہ وہ جو مکروہ و  
ممنوع ہو کیونکہ نکلنے پر عافیت وہ طلب جماعت کے  
واسطے ہے اور یہ حکم اسی جماعت کے لئے ہو گا جو  
شرعاً مطلوب ہے، یہ کیسے ہو گا حالانکہ پہلے گزر چکا ہے  
کہ بغیر اذان کے جماعت ایسے ہے جیسے جماعت ہوئی  
ہی نہیں، پس اس کا ہرگز اعتبار نہ کیا جائے گا اور  
تعالیٰ تمام نقائص و عیوب اور کمزوریوں سے پاک  
ہے، وہ سب سے بہتر جانتا ہے۔ اس جمل مجید

اقول وظاهران المراد بجماعة  
هي الجماعة المسنونة المشروعة  
دون المكونة الممنوعة فان المهي  
عن الخروج انما هو لطلب الجماعة  
فلا يتنول الا الجماعة المطلوبة شرعا  
كيف وقد تقدم ان الجماعة بلا  
ذان كلاجمة فلا يعتد بها اصلا  
والله سبحانه وتعالى اعلم  
وعلمه جبل محبدة اشر

مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی  
طبع محبتیاتی دہلی  
ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

ملہ سنن ابن ماجہ باب الاذان وانت في المسجد فلا تغرق  
ملہ در مختار باب اوراک المغرینہ  
ملہ بحر الرائق " " "

واحدہ

کا علم کامل اور اکمل ہے (د)

جواب سوال دوم: خوف فوت تہجد ترک جماعت مأمور بہا کا مجوز ہو سکتا ہے نہ بعد دخول وقت بشرکت جماعت شرعیہ تہجد سے نکل جانے کا طبع نہ جماعت نہ کرو یہ ممنوعہ کا دائمی شرط اس عذر کا غالباً کوئی محصل صحیح کیا اذانی واجب فوت تہجد ہے غرض یہ بہانہ مسوع نہیں اگرچہ تہجد سنت ہی سہی کہ ال الیہ کلام المحقق فی الفتح وصال الیہ تلمیذہ المحقق محمد الحلبي فی الحلبيہ قال لا انا الا شبهہ (جیسا کہ اس کلام فتح القدر میں کلام محقق کو ثابت ہے اور ان کے شاگرد محمد علی نے حکم میں یکتہ ہوئے اسی طرف رجوع کیا کہ یہی اشبہ ہے۔ ت) کہ اولاً وہ بر تقدیر سبب بھی معارضہ جماعت کا صانع نہیں و بارہ تہجد صرف ترغیبات ہیں اور ترک جماعت پر سخت ہوتا کہ وہ عیدیں کہ حکم کفر تک وارد،

علی تا دیلاتہ المعرفۃ فی امثال المقام  
و حدیثہ عند احمد و الطبرانی فی الکبیر  
عن معاذ ابن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
یسند حسن وقال ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ فی المتخلفین عن الجماعات لو ترکتم  
سنۃ نبیکم لکفرتم  
اور جماعت عشا کے نہ حاضر ہونے پر گھر ملا دینے کا قہر و نانا ثابت کثافتی الصحیحین من

علی سیاقی فی جواب السؤال الثالث ۱۲ منہ (۱)  
عنہ ہذا روایتہ فی - اؤذ الحدیث ملاحظ  
لغلقہ عند مسلم وغیرہ ۱۲ منہ (۲)  
عنہ بعض اسالیب میں عشا بعض میں فجر، بعض میں عید، بعض میں طلع جماعت وارد ہے اور سب صحیح ہیں کہ  
فی عمدۃ القاری للنظام العلی (جیسا کہ نام ہدایہ میں کی عمدۃ القاری میں ہے۔ ست) یہاں ذکر عشا ہی تھا  
لہذا اس کی تفصیل کی ۱۲ منہ غفرلہ (۳)

حدیث ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الباب غیرہ (جیسا کہ بخاری و مسلم میں اس کو ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا اور اس باب میں اس کے علاوہ بھی احادیث موجود ہیں۔ ت)

ثانیاً فہم سنت آئندہ کے خوف متیقن سے فی الحال اپنے ہاتھوں سنت جلیلہ چھوڑ دینے کی نظیر یہی ہو سکتی ہے کہ کوئی شخص مرگ فدا کے اندیشہ سے آج خودکشی کر لے۔

ثالثاً کیا جانگنے میں قصد انکرو بات و منہات شرعیہ کا ارتکاب ہو گا اور تمہید نہ بھی ملے تو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قوم میں تفریط نہ رکھی۔

احمد و مسلم و ابوداؤد و ابن حبان احمد، مسلم، ابوداؤد اور ابن حبان نے حضرت

کیونکہ مشہور حدیث ہے امام احمد نے حضرت عمر و ابن ام مکتوم سے، ابن ماجہ نے حضرت اسامہ بن زید سے، طبرانی نے اوسط میں حضرت انس سے مسند حید کے ساتھ اور حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے طحاوی نے مشکل الہ آثار میں حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے ہم نے ان تمام احادیث کو اپنے رسالے "حسن البراۃ فی تنقید حکم الجماعۃ" میں ذکر کیا ہے یہی حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تو اسے لا تعداد اصحاب صحاح و سنن اور اصحاب سنیہ معاجم نے روایت کیا ہے واللہ تعالیٰ اعلم (تہ جامع صغیر میں اس کی نسبت امام احمد اور ابن حبان کی طرف کی ہے اس کے شارح امام مناوی نے فرمایا اس کو ان سے ابوداؤد وغیرہ نے روایت کیا ہے اور بلا شک بر حدیث صحیح مسلم میں بھی موجود ہے ۱۲ منہ ت)

علیہ فہم حدیث مشہورہ من حدیث عمر و بن مکتوم عند احمد و عن اسامۃ بن زید عند ابن ماجہ و عن انس بن مسند حید و عن اوسط و عن جابر بن عبد اللہ عند الطحاوی فی مشکل الآثار و قد ذکرنا احادیثہم فی رسالتنا حسن البراۃ فی تنقید حکم الجماعۃ احادیث ابی ہریرۃ فرواد من لایخصی من اصحاب الصحاح و السنن و المسانید و المعاجم واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ ت)

علیہ عز' فی الجماعۃ الصغیر لا احمد و بن حبان قال شراحہ المناوی و رواہ عنہ ابوداؤد و غیرہ او لا شاک انہ موجود فی صحیح مسلم ۱۲ منہ ت)

ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تفریط نیند میں نہیں بلکہ بیداری میں ہے۔ (دست)  
 بلکہ بیداری میں ہے۔ (دست)  
 طرف سے صدقہ بنایا۔

عن ابی قتادۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیس فی النوم تفریط اعدا التفریط فی البقیۃ  
 بلکہ بیداری میں ہے۔ (دست)  
 طرف سے صدقہ بنایا۔

امام مالک نے فرمایا میں ابو داؤد اور نسائی نے ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہر وہ شخص ہر رات کی نماز (تہجد) کی نیت رکھتا ہو اس پر غنیمت غالب آجائے تو اللہ تعالیٰ اسے نماز کا اجر و ثواب عطا فرمائے گا اور اس کی نیند اس پر صدقہ ہوگی یہ حدیث ابن ابی الدنیا نے کتاب التہجد میں سند جید کے ساتھ تیسری حدیث ذکر کی۔ نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر اور بزار نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص بستر پر اس نیت سے نیند کرے کہ رات کو اللہ کی نماز (تہجد) پڑھے گا اگر نیند کے غلبہ کی وجہ سے صبح تک اس کی آنکھ نہ کھلے تو اسے اس کی نیت کے مطابق اجر ملے گا اور اس کی نیند اللہ عزوجل کی طرف سے اس پر صدقہ ہوگی اور یہ حدیث مسنن ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت ابو ذر یا حضرت

مالک فی النوم و ابو داؤد و النسائی عن ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ما من امرئ تکون لہ صلاۃ بلیل یغلبہ علیہا نوم الا کتب اللہ لہ اجر صلاتہ و کانت نومہ علیہ صدقۃ و هو عند ابن ابی الدنیا فی کتاب التہجد بسند جید۔ نسائی و ابن ماجہ و خرویمہ و ابی زار بسند صحیح عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال من اتی فراشه و هو ینوی ان یقوم یصن من اللیل فغلبتہ حینہ حتی یصبح کتب لہ ما نوى و کانت نومہ صدقۃ علیہ من ربہ عزوجل و هو بمعناہ حدیث ابن حبان فی صحیحہ عن ابی ذر او

۶۴/۱	مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور	باب فی من نام من صلوۃ الو	سند سنن ابو داؤد
ص ۹۹	میر محمد کتب خانہ کراچی	ما جاء فی صلوۃ اللیل	سند سنن امام مالک
ص ۶۶	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب ما جاء فی من نام عن جزیر من اللیل	سند سنن ابن ماجہ



یصلیان حتی اصبحا فصلیا الصبح وناحا  
 فقال لان اشهد الصبح فی جماعة احب  
 الی من قیام لیلۃ - والله تعالی اعلم  
 فرمایا، جماعت کے ساتھ نماز کو کرنا میری مرضی ساری رات قیام سے مجھے زیادہ محبوب ہے۔ (ت) واللہ تعالی اعلم  
 جواب سوال سوم: اقول وبالله التوفیق (میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں۔ ت) اس  
 مسئلہ میں جواب حق و حق جواب یہ ہے کہ عندہ ذکر فی السؤال سرے سے بیہودہ و سراپا اہمال ہے و دوزخ کرتا  
 ہے کہ سنت تہجد کا حفظ و پاس نہ کرے توفیق جماعت پر باعث ہوتا ہے اگر تہجد پر وہ سست ادا کرتا تو وہ خود  
 فوت واجب سے اس کی محافلت کرنا ذکر اللہ فوت کا سبب ہوتا،  
 قال عز وجل ان الصلوة تنہی عن الفحشاء  
 والمنکر علیہ  
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وجہ شک نماز یہ حیاتی اور بُری  
 باتوں سے روکتی ہے۔

سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

علیکم بقیام اللیل فانہ داب الصلحین  
 قبلکم وقریۃ الی اللہ تعالیٰ و صہا  
 ہی الا شہد و تکلیف للسینات و مطرودۃ  
 للذی عن الجسد - رواہ الترمذی فی  
 تہجد کی نماز مت کرو کہ وہ (رات کا قیام) انگلی نیکیوں  
 کی عادت ہے اور اللہ عز و جل سے نزدیک کرنا اور  
 اور گناہ سے روکنے والا اور برائیوں کا کفارہ اور بدن  
 سے بیماری دور کرنے والا۔ اسے ترمذی نے اپنی جامع

من المصنف سعد الزاق باب فضل الصلوة فی جماعۃ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱/۲۶۶  
 منہ القرآن ۲۵/۲۹

سہ جامع الترمذی ابواب الذمات مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱۹۴/۲  
 صحیح ابن خزیمہ باب التہجد صلی علی قیام اللیل المطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۴/۲  
 وف، حدیث مذکور کے الفاظ صحیحہ مذکور پر مصنف میں یوں ہیں: عن معمر بن الزہری عن سلیمان بن  
 ابی حشۃ عن الشفاء بنت عبد اللہ قالت دخل علی یبسی عمر بن الخطاب فوجد عندی رجلیہ  
 فاناہن فقال وما شان حدیث ما شہد ا معی الصلوة قلت یا امیر المؤمنین حبیبی مع الناس و  
 کان ذلک فی رمضان طہرنا لا یصلیان حتی یصبحا وحبیبی الصبح وناحا فقال عمر لان اصلی الصبح  
 فی جماعۃ احب الی من ان اصلی لیلۃ حتی اصبح - ذخیرہ

ابن ابی الدنیا نے کتاب التہجد، ابن خزیمہ نے، پی  
صحیح احمد حاکم نے مستدرک میں روایت کر کے صحیح کہا  
اور بہیقی نے سنن میں حضرت ابو امامہ باہلی سے،  
اور احمد اور ترمذی نے صحیح قرار دیتے ہوئے روایت کیا، حاکم  
اور بہیقی نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت  
کیا ہے اور طبرانی نے المعجم الکبیر میں حضرت سلمان  
فارسی سے۔ اور ابن سنی نے حضرت جابر بن عبد اللہ  
سے اور ابن عساکر نے حضرت ابو درداء رضی اللہ  
تعالیٰ عنہم اجمعین سے روایت کیا ہے۔

جامعہ واجت ابی الدنیا فی التہجد و  
ابن خزیمہ فی صحیحہ و الحاکم فی المستدرک  
و صحیحہ و البیہقی فی سننہ عن ابی امامہ  
الباہلی و احمد و الترمذی و حسنہ و  
الحاکم و البیہقی عن بلال و الطبرانی فی  
الکبیر عن سلمان الفارسی و ابن السنی  
عن جابر بن عبد اللہ و ابن عساکر  
عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہم  
اجمعین۔

قرنوت جماعت کا الزام تہجد کے سر رکھنا قرآن و حدیث کے خلاف ہے اگر میزان شرع مطہرہ کے اپنے احوال  
تو نے تو کھل جائے کہ یہ الزام خود اسی کے سر تھا بجلایہ تہجد و قیلوئی وہ ہیں جو اس نے خود ایجاد کئے جب تو انہیں  
تغزیت شعاہ عظیمہ اسلام کے لئے کہیں نہ بتاتا ہے اور اگر وہ ہیں جو حضرت رسول عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قولہ  
و خلفا مقتول ہوئے تو بتائیے کہ حضور اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کب ایسے تہجد و قیلوئی کی طرف بلایا جس سے  
جماعت غرضت فوت ہو، کیا قرآن و حدیث ایسے ہی تہجد کی ترغیب دیتے ہیں، کیا سلف صالح نے ایسے ہی قیام  
کئے ہیں! عاٹا دکلا سے

ترسم نہ رکی بکعبہ اسے اعرابی  
کیں رہ کہ تو میری بزرگستانت است

(۱) اے اعرابی! مجھے ڈر ہے کہ تو کعبہ کو نہیں پہنچے گا کیونکہ جس راستہ پر تو چل رہا ہے  
وہ ترکستان کو جاتا ہے)

یا ذہانت اد کیا چاہتا ہے تو بوجہ سفت ادا کر، یہ کیا کہ سنت یحییٰ اور واجب فوت کیجئے، فوراً جگوش ہوش کن  
اگرچہ حق تلخ ہو کر دے، دوسرے ڈالنے والے نے تجھے یہ جھوٹا بہاؤ سکھایا کہ اسے مفتیان زمانہ پر پیش کرے  
جس کا خیال ترغیبات تہجد کی طرف جائے تجھے تغزیت جماعت کی اجازت دے دے جس کی نظر تاکیدات جماعت  
پر جائے تجھے ترک تہجد کی مشورت دے کہ من ابنتی بیعتین اختار اھو فنعہ (دو بلاؤں میں مبستلا  
شخص ان دو میں سے آسان کو اختیار کرے۔ ت) بہر حال مفتیوں سے ایک نہ ایک کے ترک کی دستاویز  
نقد ہے مگر عاٹا خدام فقہ و حدیث نہ تجھے تغزیت واجب کا فتویٰ دیں گے نہ عادی تہجد کو ترک تہجد کی ہدایت

کہے ارشاد حضور سیدالاسیاد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

یا عبد اللہ لا تکن مثل فلان کان یقوم  
الدلیل فتزک قیام الدلیل علیہ رواۃ الشیخان  
عن عبد اللہ بن عمر بن العاص  
رضی اللہ تعالیٰ عنہما .  
اے عبد اللہ ! فلاں شخص کی طرح نہ ہو جو رات کا  
قیام کرتا تھا گر اب اس نے ترک کر دیا ۔ اسے  
بخاری و مسلم نے حضرت عبد اللہ بن عمر بن عاص  
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے ۔ (۲)

کا خلاف کریں گے ۔ یہ اس لئے کہ وہ توفیق معروہ و جل حقیقت امر سے انکاد ہیں اُن کے یہاں عقل سلیم و نظر قویم  
و دعاوی گواہ شہادت دے چکے ہیں کہ تہجد و جماعت میں تعارض نہیں اُن میں کوئی دوسرے کی تغویت کا داعی  
نہیں بلکہ یہ ہوا سے نفس بشریہ و موسے طرز تدبیر سے ناشی ہوا یا ہڈ اگر تو وقت جماعت جاگتا ہوتا اور مطلب  
آرام پڑا رہتا ہے جب تو صراحتہ آشتم و تارک واجب اور اس خذریا ظل میں مبتلا و کاذب ہے ۔ سید عالم  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

الجهفاء کل الجفاء ، والکفر والنفاق من  
سمع منادی اللہ ینادی الی الصلوۃ  
فلا یجیبہ ۔ حدیث حسن و کرم  
تخریجہ و لفظ الطبرانی ینادی  
بالصلوة و یدعو الی الفلاحۃ  
نظر ورا ظلم اور کفر اور نفاق ہے کہ آدمی اللہ کے  
منادی کو نماز کی طرف بلا تائے اور حاضر نہ ہو ۔  
یہ حدیث سن ہے اس کی تخریج کا ذکر ہم نے پہلے  
کر دیا ہے ۔ طبرانی کے المعانی میں تو نماز کی  
طرف بلا تائے والے اور طلاع کی دعوت دینے والے  
کو کہتے ہیں ۔

اور اگر ایسا نہیں تو اپنی حالت جانچ کر یہ فتنہ خواب کیونکر جاگا کہ یہ فساد حجاب کہاں سے پیدا ہوا اس کی تدبیر کر  
کیا تو قیلولہ ایسے تنگ وقت کرتا ہے کہ وقت جماعت نزدیک ہوتا ہے ناچار پریشیاں نہیں ہونے پاتا یوں  
سے تو اول وقت خواب کر ، اولیائے کرام قدسنا اللہ تعالیٰ ہا سرادیم نے قیلولہ کے لئے خالی وقت رکھا ہے جس  
میں نماز و تلاوت نہیں یعنی منہ کبریٰ سے صفت النہار تک ، وہ فرماتے ہیں چاشت وغیرہ سے غارت ہو کر  
خواب خوب ہے کہ اس سے تہجد میں مدد ملتی ہے اور ٹھیک دوپہر ہونے سے کچھ پہلے جاگنا چاہئے کہ پیش از ازل

۱۔ صحیح البخاری باب ما یکرہ من ترک قیام الدلیل الخ  
۲۔ مسند احمد بن حنبل حدیث معاذ بن انس رضی اللہ عنہ  
۳۔ لم یکرہ البکر از معاذ بن انس حدیث ۳۹۲  
۴۔ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۵۲/۱  
۵۔ دار الفکر بیروت ۳۹۹/۲  
۶۔ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۱۸۳/۲۰



وضو وغیرہ سے فارغ ہو کر وقت زوال کے ابتدائے ٹھہرے ذکر و تلاوت میں مشغول ہو۔ امام اجل شیخ اشیر علی شہاب الحق والیقین رحمہ اللہ روایت فرماتے ہیں:

الرم بعد الضلع من صلاة الفجر و  
بعد الضلع من اعداد الركعات  
حين قال سفيان كان يعجبهم اذا دعوا  
ان ينامو طلب للسلامة وهذا النوم فيه  
فوائد منها انه يعين على قيام الليل الى  
قوله قدس سره) وينبغي ان يكون  
النوم من نوم النهار قبل السجود  
بساعة حتى يتمكن من الوضوء والطهارة  
قبل الاستواء بحيث يكون وقت الاستواء  
مستقبل قبله ذكر الامام صاحب الزمان  
وضوء اور طہارت سے فارغ ہو کر استواء کے وقت (جو ابتدا سے طہر ہے) فجر رخ ہو کر یا کسی بیجا تلاوت  
میں مصروف ہو جائے (الحدیث)

ظاہر ہے کہ جو پیش از زوال بیدار ہو یا اس سے فوت جماعت کے کوئی معنی ہی نہیں کیا اس وقت  
سوئے میں بچے پھر مقرر ہے، اچھا ٹھیک دوپہر کو سو مگر نہ اتنا کہ وقت جماعت آجائے، ایک ساعت تعلیم  
تقلید پس ہے، اگر طول خواب سے خوف کرتا ہے تکیہ نہ رکھ بھونانہ بچا کہ بے تکیہ و بے بستر سونا بھی مستحسن  
ہے، شوق وقت دل کو خیال جماعت سے خوب متعلق رکھ کر تکیہ نہ کرنا بھی مستحسن ہے، کھانا پانی الامکان  
علی الصباح کھا کہ وقت نوم تک بخارات طعام فرو ہو پس اور طول منام کے باعث نہ ہوں، شب سے بہتر  
غذا تعلیل غذا ہے۔ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ما ضل آدمي وعاء شرا من بطنه  
بحسب ابن آدم الاكلات يقمن حبله فان  
كان لامحالة فثلث لطعامه وثلث

آدمی نے کوئی برتن پیٹ سے بدتر نہ بھرا آدمی کو بہت  
جس چند لقمے جو اس کی پیٹھ سے پھریں اور اگر  
یوں نہ گزرے تو تہائی پیٹ کھانے کے لئے تہائی

لشراہ وثلث لنفسہ: مردادہ الترمذی  
وحسنہ وابن ماجہ وابن حبان عن  
المقدم بن معد یکوب رضی اللہ تعالیٰ  
عنه۔  
پانی تہائی سانس کو رکھے۔ اسے ترمذی نے روایت  
کر کے حسن کہا۔ ابن ماجہ اور ابن حبان نے حضرت  
مقدم بن معد یکوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت  
کیا ہے۔

پیٹ بھر کر قیام لیل کا شوق رکھنا ناجائز ہے، جو بہت کھائے گا بہت پے گا، جو بہت  
پے گا بہت سوئے گا، جو بہت سوئے گا آپ ہی یہ خیرات و برکات کھوئے گا۔  
استغفر اللہ من قول بلا عمل

لقد نسیت بہ نفسا لندع عقم  
(میں اللہ تعالیٰ سے بخل قول سے توبہ کرتا ہوں، تحقیق پانچ عورت کو بچے کے ساتھ نسل کے  
اعتبار سے غصب کیا گیا ہے)

ولہذا حدیث میں آیا ہے: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:  
ان كثرة الاكل شؤم۔ مردادہ الدیہقی  
فی شعب الاکلیہ عن ام المؤمنین رضی اللہ  
تعالیٰ عنہا۔  
مٹک صحت کھانا منحوس ہے۔ اس کو بہت ہی نے  
شعب الایمان میں حضرت ام المؤمنین رضی اللہ  
تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے۔

یوں بھی درج ذیل میں تخفیف کر دو رکعتیں غصیف و تام بعد نماز عشاء دما سونے کے بعد  
شب میں کسی وقت پڑھنی اگرچہ آدمی رات سے پئے اور اسے تہجد کہیں میں، مثلاً دو بجے عشاء پڑھ کر سو رہا  
کس بجے اٹھ کر دو رکعتیں پڑھ لیں تہجد ہو گیا، حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:  
یہ حسب احدکم اذا قام من اللیل یصلی  
حق یصلی انہ قد تہجد انما التہجد المر  
یصلی الصلوۃ بعد مرقدة۔ تیسرا والا الطبرانی  
عن المعجاج بن عمر رضی اللہ تعالیٰ  
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سند حسن ان شاء اللہ

۱۔ جامع الترمذی باب ما جاز فی کراہیہ کثرة الاکل مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲/۶۰  
۲۔ شعب الایمان الفصل الثانی فی کثرة الاکل حدیث ۵۶۶۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۵/۳۲  
۳۔ المعجم البکیر مروی از معجاج بن عمرو حدیث ۳۲۱۶ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۳/۲۲۵

عنه بسند حسن ان شاء الله تعالى۔ تعالیٰ سے روایت کیا ہے۔

سنوئے وقت اللہ عزوجل سے توفیق جماعت کی دعا اور اس پر سچا توکل مولیٰ تبارک و تعالیٰ جب تیرا حسن نیت و صدق عزیمت دیکھے گا ضرور تیری مدد فرمائے گا۔ من يتوكل على الله فهو حسبه (جبرائیل تعالیٰ پر توکل و بھروسہ کرنا ہے اس کے لئے اللہ کافی ہے۔ ت) عوارف شریف میں ہے ا

لتغيير العادة في الوساو والخطا والوطا  
تاثير في ذلك وهي ترك شيئا من ذلك و  
الله عالم بنيه وعزمته يشهد على  
ذلك بتبيين عارائه

کیونکہ تکیہ، بکھونے اور لحاف وغیرہ میں عادت کو بدل دینا یعنی ان کو ترک کر دینا اس سلسلہ میں بہت مؤثر ہے اور جو ان اشیاء میں سے کسی کو ترک کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی نیت و ارادہ کو دیکھتے ہوئے اس کے قصد میں سہولت پیدا فرماتا ہے یعنی کم خرابی کے آداب اس کو پیر آجاتے ہیں (ت)

اپنے اہل خانہ وغیرہم سے کسی عمدہ کو متبنی کر کہ وقت جماعت سے پہلے بنگا دے

كما وكل رسول الله صلى الله تعالى عليه  
وسلم بلا لارضى الله تعالى عبدا  
التعريض۔

جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے  
بیعت، تمیز میں قرب بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو  
بیزار کرنے کی ذمہ داری سونپی تھی (ت)

ان ساتوں تدبیروں کے بعد کسی وقت سوائے ان شاء اللہ تعالیٰ فوت جماعت سے محفوظ رہو گا اور اگر شاید اتفاق سے کسی دن آٹھ نہ بھی نکلے اور بنگا نہ والا بھی ٹھہر گیا یا سورا کا کھادقع لیسد نا بلال رضی اللہ تعالیٰ

عن علي بالمشيئة لان فيه ابن لبيعة والكلام  
فيد معروف والاصوب فيه عندى  
ان حديثه حسن ان شاء الله  
تعالى ۲ منه (دہر)

مشیت باری تعالیٰ کے ساتھ معلق کرنے کی حکمت  
پر ہے کہ اس حدیث کی سند میں ابن لبیعہ ہیں اور  
ان میں کلام معروف ہے اور اس کے بارے میں میری  
راے میں یوں کہنا چاہئے اس کی حدیث ان شاء اللہ  
تعالیٰ حسن ہے ۲ (ت)

عہدہ (جیسا کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ واقع ہوا۔) تو یہ اتفاقاً غدر مسیح ہو گا اور امید ہے کہ صدق نیت و حسن تدبیر پر ثواب جماعت پاسے گا واللہ المتوفیق۔

کیا تیری مسجد میں سمت اول وقت جماعت کرتے ہیں کہ وہ پہرے اُس تک سونے کا وقفہ نہیں جب تو سب وقتوں سے بھڑکتا گیا سو کر پڑھی یا پڑھ کر سوتے بات تو ایک ہی ہے جماعت پڑھ ہی کر سوتے کہ خوف فوت اصل اندر ہے جیسے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم روزِ جمعہ کیا کرتے تھے

الشیخان عن سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ما كنا نقيل ولا نتعدي الا بعد الجمعة وفي لفظ للبخاري كنف فصبلى مع النبي صلى الله تعالى عليه وسلم الجمعة ثم تكون الله تبارك و تعالي عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم الجمعة ثم نقيل كنف

بخاری و مسلم نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہم جمعہ کے بعد قیل و کر کرتے اور کنا، کمنے تھے اور پڑھتے تھے انفاق بخاری میں ہم ہی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز جمعہ ادا کرتے پھر قیل و کر ہوتا تھا اور بخاری میں ہی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نماز جمعہ کی طرف جلدی مارتے تھے پھر قیل و کر کرتے تھے (ت)

غرض یہ میں جو تیرے ہیں پیش اور وال سوا تھا بعد جماعت سوا میں کوئی خدمت ہی نہیں اور تیری صورت میں جو سات تدبیریں ہیں رہ عزوجل سے ڈرے اور بعد قی عزیمت ان پر عمل کرے پھر دیکھیں کہ کوئی تہجد تفریق جماعت کا موجب ہو یا ہے، یا بھگد نہ ماہ نیم ماہ کہ مہر پر روز کی طرح روشنی ہو اگر عذر نہ ہو دیکھ کر فوراً و محض نامسحوح جماعت و تہجد میں اصل تعارض نہیں کیا ایک کا حفظ دوسرے کے ترک کی دستاویز کیجئے اور بوجہ تعذر جمع راہ ترجیح لیجئے ہذا هو حق الجواب واللہ الہادی الی سبیل العرواب (اور یہی حق جواب ہے اور اللہ تعالیٰ ہی راہ صواب کی طرف ہادی ہے۔) تا

بائیںہ اگر اس تقدیر مضامین و فرض خلاف واقع کا مان لینا ہی ضرور تو جماعت اولیٰ پر تہجد کی ترجیح محض باطل و مجوز اگر حسب تصریح عامہ کتب تہجد مستحب و حسب اختصار چھوڑنا جماعت واجب ماننے جب تو ظاہر کہ واجب و مستحب کی کیا برابری نہ کہ اس کو اس پر تفضیل و برتری، اور اگر تہجد میں اصل اوقال کی طرف ترقی

سلف صحیح البخاری باب قول اللہ عزوجل فاذا قضيت الصلوة العاقل بعد الجمعہ  
سلف قول اللہ عزوجل فاذا قضيت الصلوة الخ  
سلف قول اللہ عزوجل فاذا قضيت الصلوة الخ

اور جماعت میں اولی الاحوال کی جانب منزل کر کے دونوں کو سنت ہی مانتے تاہم تہجد کو جماعت سے کچھ نسبت نہیں جماعت بر تقدیر نیست بھی تمام سنسنی حتیٰ کہ سنت فجر سے بھی اہم و اکبر و اعظم ہے ولہذا اگر امام کو نماز فجر میں پائے اور کچھ کہ سنستیں پڑھے گا تو تشہد بھی نہ ملے گا تو بالا جماع سنستیں ترک کر کے جماعت میں مل جائے و المسئلة منصوبہ علیہ فی کتب المذہب کافۃ (اس مسئلہ پر تمام کتب مذہب میں نص موجود ہے۔ ت) طحاوی حاشیہ مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں زیر قول مصنف الجماعۃ سنۃ فی الاصل (اصح قول کے مطابق جماعت سنت ہے۔ ت) فرمایا،

وفي البدائع عامة المشائخ على الوجوب و  
يستم في التحفة وغيره اذ في جامع الفقه  
اعدل الاقوال واقواها الوجوب (الی ان  
قال) وعلى القول بانها سنۃ ہی اکد من  
سنۃ الفجر۔

بدائع میں ہے کہ عامر مشائخ کے نزدیک جماعت واجب ہے۔ اسی پر تحفہ وغیرہ میں جزم ہے اور جامع الفقه میں ہے سب سے معتدل اور مضبوط قول وجوب کا ہے (آگے مل کر کہا، جن کے قول پر جماعت سنت ہے ان کے نزدیک یہ سنت فجر سے زیادہ نزدیک ہے۔ ت)

رد المحتار باب الزاغل میں ہے،

ليس له ترك صلاة الجماعة لانها من  
الشعائر فهي اكدر من سنۃ الفجر ولذا  
يتوكلها خوفاً فوت الجماعة۔

عادین کہتے ہیں کہ جماعت نماز کا ترک جائز نہیں کیونکہ یہ شعائر اسلام میں سے ہے اور اس میں فجر کی سنور سے زیادہ تاکید ہے ہی وہ ہے کہ جماعت کے نہ ملنے کا خوف ہو تو سنسنی فجر کو ترک کیا جاسکتا ہے (ت)

اور سنت فجر بالاتفاق بعد تمام سنسنی سے افضل، ولہذا بصورت فوت مع الغرض بعد وقت قبل زوال ان کی قضا کا حکم ہے بخلاف سائر سنسنی کو وقت کے بعد کسی کی قضا نہیں۔ ولہذا بلا غرض جماعت فجر کو بطریق پڑھنا واجب تر بخلاف دیگر سنسنی کہ بے عذر بھی روا اگرچہ ثواب آدھا، ولہذا صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کو قائل سلیمتہ وتر ہوئے سنت فجر کو اس سے اکد ماننے کی طرف گئے، درمختار میں ہے،

السنن اكدر من سنۃ الفجر اتصافا و  
قيل بوجوبها فلا تجوز صلاتها

سنسنی جن پر سب سے زیادہ تاکید ہے بالاتفاق فجر کی سنستیں ہیں، بعض نے انہیں واجب



پھر مذہب اصح پر منت قبلیہ نظر بقیہ سنن سے آگاہ ہیں  
 صحیحہ الحسن واستحسنہ المحقق فی  
 الفتح فقل وقد احسن لان نقل المواظبة  
 النصیحة علیہ قوی من نقل مواظبته علی  
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی غیرہا من غیر  
 رکعتی الفجر وکذا اصحہ فی الدراية  
 والعذیة والہدیة وکذا ذکر تصحیحہ  
 العلامة موح کہ فی الطحطاوی علی صراقی  
 العلاج وکذا اصحہ فی البحر عن القنیة  
 وعلیہ بورقہ النوعین وتبعہ فی الدرر

عسن نے اس کو صحیح اور مؤثق نے فتح میں اس کو مستحسن  
 قرار دیا اور کہا انھوں نے اچھا کیا کیونکہ فخری سننوں  
 کے علاوہ سنن فخری اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 کی جو مواظبت ہر یک مستقر ہے وہ دیگر تراخی کی  
 مواظبت مستقر سے زیادہ اقوی ہے اور  
 اسی طرح اسے در آیہ، غایہ اور نہایہ میں صحیح کہاؤ  
 اسی طرح علامہ فخر نے اس کی تصحیح ذکر کی جیسا کہ  
 طحاوی ثانی مرقا فی الطحطاوی میں مذکور ہے۔ تجربی قنیہ  
 کے حوالے سے صحیح کہا اور اس کی علت یہ بیان کی کہ  
 اس کے ترک پر وہیہ وارد ہے اور اس کی اتباع در بخیر  
 نے کی ہے (ت)

اور امام عس الاثر ملائی کے نزدیک سنت فجر کے بعد افضل و آگاہ رکعتیں مغرب میں پھر رکعتیں نظر پھر  
 رکعتیں شام پھر قبلیہ نظر کہ فی الفتح وغیرہ۔

قلت (میں کہتا ہوں) ہندیہ میں امام زہری  
 کی تعیین المعانی کے حوالے سے یہی بات بیان  
 کرتے ہوئے کہا سب سے قوی اور مذکورہ فخری سننیں  
 پھر سنت مغرب پھر بدیر نظر پھر بدیر شام پھر قبلیہ  
 نظر (مختصات)

قلت وعلیہ مشی فی الہندیة  
 عن تبیین الحقائق الامام الزہری فقال  
 اقوی السنن رکعتا الفجر ثم سنة المغرب  
 ثم التي بعد الظهر ثم التي بعد العشاء  
 ثم التي قبل الظهر (مختصا)

پھر شک نہیں کہ ہمارے آئمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک سب سنن رواتب تہجد سے اہم و آگاہ ہیں۔  
 اقول (میں کہتا ہوں) یہ کیسے نہ ہو حالانکہ  
 ان سنن ان کے نزدیک ہو نا بغیر کسی تردید کے ثابت ہے

اقول وکیف لا وقد ثبت استغنائها  
 صو کذا من دون تردد بخلاف التہجد فان

جمهور العلماء بعد وفاته من المندوبات  
حقاً، المحقق ابن الهمام في بحث  
بحثاً ولم يقطع قولاً في رد فيه و  
استأنه مع التخصيص بأن الأدلة القولية  
أما تفيد المندوب، ثم بحث تلمیذ  
المحقق ابن أمير الحاج شبهة سفيته  
على ما فيه من نزاع طويل ولولا غرابة  
المقام ومخافة الطويل لا تينا بما فيه  
من قال وقيل۔

ولما ابرأ علماء من رواتب کی نسبت فرماتے ہیں،  
انہا لکدھا اشبهت الفریضة نساف  
الدر۔

اور یہی مذہب مجبور و مشرب منہور ہے  
وانما الفهم الامام ابو اسحاق السمری  
من، شافعی فقال بتفضیل التہجد  
مطلقاً و بعد الامام الاجل ابو زکریا  
النووی الشافعی فی المنہاج مستند لا بما  
لاحجة له فيه عند التدقیق کما بینا فی

عنه اخرجہ الاثمة احمد و مسلم و  
للاربعة عن ابی ہریرة و محمد بن  
ہارون السرویانی فی مستندہ والطبرانی  
لہ و بخار باب التروا والرائی علیہ یجبائی دہل

بخلاف تہجد کے کیونکہ مجبور و علماء اسے (یعنی تہجد کو)  
مندوبات میں شمار کرتے ہیں حتیٰ کہ محقق ابن ہمام جب  
اس مسئلہ پر پہنچے تو انہوں نے عرب بحث کی لیکن وہ  
بھی اس بارے میں کوئی قطعی قول نہ کر سکے اور اس کے  
مندوب و مستحب کہنے میں متردد ہوئے، باوجود اس تخصیص  
کے کہ ادا قرآنہ اس کے مندوب ہو نہ کہ ظاہر  
کرتی ہیں، پھر ان کے شاگرد محقق ابن امیر الحاج نے  
اس کے سنت ہونے کو اشبہ و مختار کیا۔ علاوہ  
انہیں اس میں طویل نزاع کو ذکر کیا ہے اگر عزیمت  
مقام اور طرالت کا خوف نہ ہوتا تو ہم وہ تمام گفتگو  
یہاں ذکر کر دیتے۔ (ت)

یہ سب رواتب تاکید کی بنا پر فرائض کے مشاہد ہیں  
جیسا کہ درمیں ہے (ت)

اگرچہ امام ابراہیم اسحاق شافعی مروزی نے ہمارے اصحاب کی عزیمت  
کرتے ہوئے کہا کہ تہجد ہر حال میں مستحب و واجب ہے  
افضل ہے امام اجل ابو زکریا نووی شافعی نے  
منہاج میں ایسی دلیل دیتے ہوئے ان کی آیتان کی کہ  
جو حق تعالیٰ نے قرآن کے بعد حجت نہیں بن سکتی جیسا کہ ہم نے

اسے امام احمد، امام مسلم اور دیگر چاروں محدثین  
انہ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے،  
اور شیخ محمد بن ہارون روایتی نے اپنی سند اور  
(باقی برصغیر آئندہ)



بعض تعلیقاتنا وقد علمت مذہب الصحابین اپنے بعض حواشی میں اسے بیان کیلئے اور آپ جاتے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

فی الکبیر عن جندب بن ریحان عن رسول اللہ تعالیٰ  
عز وجل قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم افضل من الصلوة بعد  
المکتوبات صلاة فی خوف اللیل  
فصلہ ابو اسحق السروی و من واقفہ  
علی ظاہرہ فقالوا انت مسلمة  
لیل افضل من السنن الراتبہ  
قال الامام السروی وقال اکثر اصحابنا  
الرواتب افضل لانہا تشبہ الفرائض  
قال الاول اقوی و اوفق للحدیث  
وتبعہ العلامة میراث فقال فیہ  
حجۃ لابی اسحق السروی من شافعیہ  
علی انت مسلمة للیل افضل من الرواتب  
وقال اکثر العلماء ان الرواتب افضل و  
الاول اقوی لمن هذا الحدیث قال  
وقد یجاب بان معناہ من افضل  
الصلۃ وهو خلاف سباق الحدیث انہ  
اصا موافقوا للجمهور فاولوہ بان  
المراد المراد انفسہ وقوابلہا  
ای کان الرواتب لشدة التقبیل  
بالمکتوبات وشہایا دخلت فی قولہ صلی اللہ

طہانی نے لکھ کر میں حضرت جندب رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ سے روایت کیا، وہ دونوں صحابی تھے ہیں کہ حضور  
اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، فرائض کے  
بعد سب سے افضل نماز رات کے درمیانی حصہ کی  
نماز ہے۔ امام ابو اسحاق مروزی اور ان کے ساتھ  
موافقت رکھنے والے علماء اسے اپنے ظاہری معنی  
پر محمول کہتے ہوئے کہا کہ رات کی نماز سنن راتبہ سے  
افضل ہے۔ امام نووی نے کہا کہ ہمارے اکثر علماء نے  
فرمایا کہ سنن راتبہ افضل ہیں کیونکہ وہ فرائض کے  
مشابہ ہیں اور یہاں پہلا قول اقوی اور حدیث کے پیادہ  
موافقی ہے اور علامہ میراث نے اسی کا اتباع کرتے ہوئے  
کہا کہ یہ حدیث امام ابو اسحاق مروزی شافعی کی اس بات  
پر دلیل ہے کہ رات کی نماز سنن راتبہ سے افضل ہے  
اور اکثر علماء نے کہا ہے کہ سنن ترکہ افضل ہیں۔

مگر پہلا قول اس نص حدیث کی وجہ سے قوی ہے  
اور کہا کہ بعض نے یہ جواب دیا ہے کہ اس حدیث کا معنی  
یہ ہے کہ رات کی نماز افضل نماز میں سے ہے، اور  
یہ سابق حدیث کے خلاف ہے اس پر حال چہرہ  
کی موافقت کرنے والے ہیں وہ اس کی تاویل یوں  
کرتے ہیں کہ یہاں اس سے مراد فرائض اور ان کے  
توابع دونوں ہیں یعنی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
(باقی بر صفحہ آئندہ)

و اجماعہم علی ان الاقویٰ ہیں کہ ہر ایک صاحب کتب اجماع اس بات پر ہے کہ

(بقیہ ماضیہ صفحہ گزشتہ)

کے ارشاد گرامی فرائض کے بعد کے تحت سنن راتبہ بھی داخل ہیں کیونکہ سنن ترکہ و کافر الفرض کے ساتھ شدید اتصال اور مشابہت ہے۔ ملا علی قاری مرقات میں لکھتے ہیں افضل الصلاة بعد الصلوة یعنی بعد سنن ترکہ کے احکام وای تفسیر میں لکھتے ہیں اور یعنی فرائض سے ان کے تراخی (سنن ترکہ) اور وہ داخل جن کی جماعت سنت ہے تمام مراد ہیں کیونکہ اصح قول کے مطابق وہ مطلق نفل افضل ہیں اور بھی بات عزیزی کی سراج منیر میں ہے کہ اپنی تعلیمات علی جامع الصغیر میں لکھتے ہیں ذات کے فرائض مطلقاً ان کے فرائض سے افضل ہیں ورنہ کسی راتبہ جو دن میں بیسی دو تہجد سے افضل ہیں اور ملا علی قاری نے جو جواب اور دئے اور کہا کہ کسی یوں کہا جاتا ہے کہ تہجد نفس پر نیا؟ مشقت اور بیا سے دوری کی وجہ سے افضل ہے اور سنن جو فرائض کے ساتھ ہیں وہ فرائض کی متابعت میں نیا وہ ترکہ میں وہ اس اعتبار سے افضل ہیں لہذا ان میں کوئی منافات نہیں ہے اور یعنی اگر تہجد کو سنن ترکہ پر یہ فضیلت جزئی حاصل ہے تو یہ ان کی فضیلت کلی کے خلاف نہیں ہے۔ فرمایا یا یوں کہا جاسکتا ہے کہ رات کی نماز (تہجد) افضل اس (باقی اگلے صفحہ پر)

تعالى عليه وسلم بعد المكتوبة قال المولى على القارى في المرقاة افضل الصلوة بعد الصلوة وخصه اي توابعها من السنن المؤكدة او وقال القارى في تيسيرى ولو احققا من الروايات ونحوها من كحل نفل يمين جماعة اذهب افضل منه مطلق النفل على الاصح ثم اد و مثلها في السراج المنير للعزيمى وقال محمد العففى في تقيت تدعى الجماعة الصغرى افضل المطلق في الليل افضل منه في النهار والا فالراتبة في النهار افضل من التهجيد ثم اد ابدى القارى جوابين اخيرين فقال وقد يقال التهجيد افضل من حيث زيادة مشقته على النفس وبعده عن الرياء والروايات افضل من حيث اذكية في المتابعة للمفروضه فلا منافاة بين ان التهجيد له هذا الفضل الجزئى على الروايات فلا ينافى فضلهما الكلى قال او يقال صلاة الليل افضل لاشغالها

سہ مرقات المفاتیح ص ۲/۳۱ تفسیر مطبوعہ ریاض ۱۴۰۵: سہ تعلیقات النبی علی السراج المنیر ص ۱/۲۴۲

## الأخذ مطلق سنة الفجر

اقوى دلائل بر حلال میں فجر کی سنتیں

(بقیہ ماضیہ منورہ)

على الوتر الذي هو من الواجبات  
اقول هذا لا يصلح بياناً للمعنى كلام  
الشافعي صلى الله تعالى عليه وسلم  
اذا لا واجب عندنا انما قلنا طلب جازم  
فاقتراض او غير جازم فندب كما حققه  
المحقق حيث اطلق في الفتحة فان كان  
الوتر عندنا واجبا لم يخل في ثنائه  
المكتوبة ولو ترك قوله الذي هو من الواجبات  
وهي الكلام على استنات المتروك كما هو  
مذهب الصاحبين لم يتجه ريب لا ب  
سنة الفجر افضل من الوتر على  
قولهما كما سمعت اقول وظهر  
للعبد الضعيف جواب حسن احسن  
من كل ما سبق وهو ان النبي  
صلى الله تعالى عليه وسلم  
لم يقل ان التهجيد افضل الصلوة  
بعد المكتوبات حتى يكون دليلا  
لعم شذائنا قال صلوة الليل فان  
ثبت ان صلوة الليل تشتمل على  
نافلة غير التهجيد هي افضل  
الوافل مطلقا حتى رواتب سقط  
له رفات المخرج حديث ۱۳۶، مكثر جدير

لئے ہے کہ وہ وتر پر مشتمل ہے جو کہ واجبات سے  
سے اقول (میں کہتا ہوں) یہ بیان کلام شافعی  
کے معنی کا بیان بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا کیونکہ اس  
کے ہاں کوئی واجب نہیں ہے وہاں تو طلب جازم پر  
تواقرض ہے اگر جازم نہ ہو تو ندب ہے جیسا کہ فقہ  
میں محقق نے تحقیق کر کے فرمایا ہے اگر شارح  
کے ہاں وتر واجب ہوتا تو وہ فرض میں شامل ہوتا  
ہو اگر ماضی تاری کے قول الذي هو من الواجبات  
کو چھوڑ دیا جائے یعنی ان کے کلام میں ذکر استنات  
پر ہوں کیا بنت جیسا کہ سبب کا مذہب ہے تو بھی  
درست نہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول  
کے مطابق فجر کی سنتیں وتر سے افضل ہیں اقول  
(میں کہتا ہوں) اس حد ضعیف کے لئے ایک ایسا  
جواب ظاہر ہوا ہے جو ذکر وہ تمام جوابات سے  
احسن ہے وہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ تہجد افضل کے بعد افضل  
صلوة ہے، حتیٰ کہ یہ مخالفین جہوں کی دلیل بنے بلکہ  
آپ نے صلوة اللیل (رات کی نماز) فرمایا ہے اب  
اگر یہ ثابت ہو جائے کہ رات کی نماز تہجد کے علاوہ  
دیگر نوافل پر بھی مشتمل ہے جو کہ مطلق نوافل حتیٰ کہ  
سنتیں و نوافل سے بھی افضل ہو تو پھر اس حدیث سے  
(باقی بر صفحہ آئندہ)

فلا عليك من جنوح الفائض ميوك  
وبالله التوفيق تعالى وتبارك -  
ہیں اور فاضل میرک کی بحث و گفتگو قابل توجہ نہیں  
و بالله التوفیق تعالیٰ و تبارک - (ت)

تہ تبریعت کے کتر از کتر از کتر سے کتر یا پچیس درجہ میں واقع ہے سب سے آگے جانت پھر سنت فجر  
پھر قبلہ نظر پھر باقی رواتب پھر تہجد وغیرہ سنن و داخل اور دوسرے قول پر تو کہیں ساقی و سب سے  
جا کر پڑے گا کہ سب سے اوی جماعت پھر سنت فجر پھر سنت مغرب پھر بعد یہ نظر پھر بعد یہ مشا پھر قبلہ نظر  
پھر تہجد وغیرہ پچیس تہجد کو سنت ٹھہرا کر بھی جماعت سے افضل کیا برابر کہنے کی بھی اصطلاحی راہ نہیں، نہ کہ

(تبرعاً مشیہ صفر کو شتر)

استدلال ساقط ہو جائیگا اور یہ بات بکلامہ تعالیٰ  
بخاری و مسلم کی اس حدیث سے ثابت ہے جر  
ام المؤمنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی  
سے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات کو تہجد رکعت  
پڑھتے تھے، میں و ز اور فجر کی سنتیں بھی پڑھتی تھیں۔  
یاد ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ام المؤمنین امام الفقہاء  
والعزیزین اور سراج فصحاء و بلغاء میں انھوں نے  
سنن فجر کو رات کی نماز میں شمار فرمایا ہے پس یہ  
فواصل قرآن کے بعد تمام نمازوں پر افضل شمس  
چونکہ یہ فواصل صلوٰۃ اہل ربی سنت میں اس لئے رات  
کی نماز دن کی ہر نماز سے افضل قرار پاتی۔ بلکہ تعالیٰ  
یہ قاطع جواب ہے۔ پھر امام نووی پر تو کوئی افسوس  
نہیں قہر قہر قہر میرک پر ہے کہ انھوں نے امام نووی  
کی اتباع کرتے ہوئے اپنے امیر مذہب کے خلاف  
بات کیوں کہی حالانکہ امیر مذہب کا اتفاق ہے کہ سنن فجر  
مطلقاً فواصل سے مراد نہیں خواہ رات کے ہوں یا دن  
کے، و بالله التوفیق ۱۲ منہ (ت)

الاحتجاج بہ و هو ثابت بحمد اللہ تعالیٰ  
بعد یث الصبیحین عن ام المؤمنین  
الصمدیۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت  
كانت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم یصل من اللیل ثلاث عشرة  
مرکۃ منها التورکۃ الفجر فہذا ام المؤمنین  
وامام الفقہاء والمحدثین وغیرہ العرب  
العرباء الاصبیحین رضی اللہ تعالیٰ عنہما  
قد اعدت سنتہ الفجر من صلاۃ اللیل  
فہذا ہما نافذۃ الحق فہذا الصلوات  
کلھا بعد المکتوبۃ بالاشتغال علیہا فضلت  
صلوۃ اللیل علی صلاۃ النہار بالاطلاق  
فہذا الجواب، قاطع بحمد اللہ تعالیٰ تم  
لاغر ومن الصلاۃ الاجل التورکۃ انما الخیر  
من، بعلامۃ میرک کی تبعہ و مخالفت اجماع  
ائمہ مذہبہ علی ان سنتہ الفجر اکمل الترافل  
مطلقاً و بالله التوفیق ۱۲ منہ (ت)

مستحب مان کر، اگر کتب میں کلام جماعت اولیٰ میں ہے کہ رسالہ میں اس کی تصریح موجود اور واجب یا اس اعلیٰ درجہ کی ترک مطلق جماعت ہے نہ خاص جماعت اولیٰ بلکہ وہ صفت افضل و اولیٰ اور افضل تہجد کہ اس سے اعظم و اعلیٰ تو حفظ تہجد کے لئے ترک اولیٰ جائز و روا اگرچہ افضل اتیان و ادا۔

**اقول** وباللہ التوفیق (میں اللہ تعالیٰ کی مدد سے کہتا ہوں۔) قطع نظر اس سے کہ جب تعارض مسلم اور فضلی تہجد آگے وہ اعظم تو حفظ تہجد کو ترک اولیٰ نہ ترک اولیٰ، بلکہ ترک ہی اولیٰ کہلا پیٹھنی (جیسا کہ غنی نہیں ہے۔) یہ تاویل و تفریع سراسر بے اصل و احداث شنیع کہ نہ احادیث حضور پر نور سید الانام علیہ و علیٰ آراہ و سلم اس کے مساعد نہ کلمات و روایات مطاعے کرام و فقہائے عظام مزید و مشاہد، اگر ایسا ہو تو بے فائدہ فرست تہجد وغیرہ بچے بچے بیٹھے جھاسے بھی جماعت اولیٰ قصد اذیت کر دینا جائز و روا ہو جبکہ ایک آدمی اپنے ساتھ جماعت کے لئے حاضر ہو گیا ہو کہ آخر کچھ گناہ نہ کیا صرف ایک اور طریقت ترک کی جس میں حکم کراہت بھی نہیں، معاذ اللہ مسلمان اگر اس پر عمل کریں تو مہربانیت میں کس قدر تفرق و شنیع واقع ہوتا ہے و جو بے جان کر ترک پر سخت سخت وعیدیں سنیں کہ تو بہت لوگ کسل و کمالی کربا تے ہیں کاشیں یہ سنیں کہ ہمیں کہ جماعت اولیٰ کی حاضری شرعیاً لازم نہیں ایک بہت بات ہے کہ کی کی کی کی، تو اسی جور با سنا انتظام ہے سب درجہ برجم ہوا جاتا ہے، لوگ مزے سے لڑائی نہیں اور اپنے مرد و لب میں شمول رہیں کہ بعد ی کیا ہے اپنی ذی عزایت کی انکس تالیس کیا ایسی ہی متفرق بے نظم جماعتوں کی طرف حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا، کیا انھیں کے ترک پر سخت سخت جگڑ شکاف و حیدل کا حکم سنلایا! حاشی اللہ ثم حاشی اللہ! ذرا نگاہ انصاف و درکار کہ یہ قصداً تفرق جماعت و تحلیل حضار کس قدر مقاصد شرعاً سے دور اور ذرا نیت حق و صواب سے بعید و مجہور ہے نہیں ہیں بلکہ یقیناً و وجوب و تاکہ نہ کر نہ خاص جماعت اولیٰ کے لئے منظور اور وہی صدلول سے معذور، اور وہی احادیث و حدیث الکرک میں مقصود، اور زہار زہار ہرگز جائز نہیں کہ بے ہند و مقبول شرعی جماعت ثانیہ کے مجھ سے پر جماعت اولیٰ قصد اچھڑ دینے کا۔ داعی الہی کی اجابت نہ کیجئے جماعت ثانیہ کی تشریع اس غرض سے ہے کہ ایسا نا بعض مسلمین کسی مدد میں مثل اذیت انہیں یا حاجت طعام وغیرہ کے باعث جماعت اولیٰ سے رو عاتیں وہ برکت جماعت سے مطلقاً محرومی نہ پائیں بے اعلان و داعی محراب سے جدا ایک گوشے میں جماعت کر لیں ذکر اذانی ہوتی رہے داعی الہی پکارا کہ جماعت ہوئی ہو گئی یہ کہنے سے گھر میں بیٹھے باتیں بنائیں یا پاؤں پھیل کر آرام فرمائیں کہ محبت کیلئے ہم لوگ کر لیں گے یہ قطعاً یقیناً بدعت سیرۃ شنیعہ ہے۔

اس بارے میں اس شخص کو ہرگز شک نہیں ہو سکتا جس نے گلستانِ فقر کے میٹے ہوئے پھولوں سے کچھ خوشبو پائی ہو یا اسکے بدن اور سے مشامِ جان کو معطر کیا ہو اور ہم اس معاملہ کو ترک نہیں کر سکتے باوجودیکہ اس پر واضح دلائل موجود ہیں کوئی حرج نہیں کہ ہم تجھ کو ذکر دیں تاکہ صاحبِ فقر پر استغفار ہو جائے اور صاحبِ فہم محفوظ کرے۔

(ت)

هذا ما لا يشك فيه من دخل بستان  
الفقه فشم عطر الانوار الفاضلة  
وفتح اجفان الفكر نشاهد بوقا من  
انوار الانحة ومالت لتوسل في  
سر والبراهين على مثل هذا الواضح  
المبين ولكن لا بأس ان نذكر شيئا  
من التنبيه ليستظهر الفقيه ويتذكر  
النبية۔

**فأقول** وبه نستعين (میں اللہ تعالیٰ کی مدد سے کتابوں - ت) (۱) اولاً فقیر غفر اللہ تعالیٰ  
لکالایک موجز و جامع رسالہ مستحقِ بیام تاریخ حسن البواعی فی تنقید حکم اللجب عہ ہے جس میں  
بفضلِ سہروردی و تعالیٰ حکمِ جماعت کی تحقیق حدیثی و فقہی اعلیٰ درجہ کمال و جمال پر مرقع ہوئی ہمارے علماء سے  
در باب جماعت شاذ و مشہور و مقبول و مجہول چھ قول ماثور :

- |                |                |
|----------------|----------------|
| (۱) فرض میں    | (۲) فرض کفایہ  |
| (۳) واجب میں   | (۴) واجب کفایہ |
| (۵) سبقت مکررہ | (۶) مستحب      |

اس نفیس مبارک رسالہ نے بعونِ تعالیٰ ثابت کر دکھایا کہ ان اقوال میں اصل تلافی و تلافی نہیں سبب حق و  
صحیح اور اپنے اپنے معنی پر ترجیح و ترجیح ہیں، یہ طویل تحقیق جمل توفیق و فضلہ الحمد والمہمہ عجب ناورد و عقاسے مغربہ  
ہے جس کا نام سن کر ناظر متحیر نہ کہے ہذا الایکون و کيف یكون (یہ نہیں ہو سکتا اور کیسے ہو سکتا ہے۔ ت)  
اور جب اس کی زائر تحریر باہر تھریر پر اطلاع پاسے متعجباً نہ اعتراف کرے کہ لعل هذا اذیعیل الدملون  
(کلام کرسند انوں کو ایسا ہی کام کرنا چاہیے۔ ت)

اس رسالہ میں ہم نے احادیثِ مجددانہ بن عباس و ابوہریرہ و جریرہ و کعب بن عجرہ و انس بن مالک  
و عثمان غنی و عمر بن ام کلثوم و ابو امامہ و جابر بن عبد اللہ و غیر ہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ماہیت کیا کہ  
حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اذان سن کر حاضری واجب فرمائی، ادا شناسک یعنی انہی احادیث  
سے جانی سکتا ہے کہ اذان کس جماعت کے لئے بلاتی اور شرع اُس کی اجابت کیوں واجب فرماتی ہے مگر  
میں یہاں اصرار و اصرار ذکر کوئی حدیث حسن معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُپر گزری جس میں ندا

سُن کر نہ حاضر ہوئے پر حکم جہاد کفر و فحاشی فرمایا گیا، طبرانی کے یہاں بطریق آخریوں آئی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

حسب المؤمن من الشقاء والخيبة امت  
يسمع المؤمن شيوب بالصلاة فلا يجيبه  
مومن کو یہ بد بختی و نامرادی بہت ہے کہ مؤذن  
کو تکبیر کہتے سُنے اور اُس کا بلانا قبول نہ کرے۔ (ت)

اس روایت نے روایت سابقہ کی تفسیر کر دی کہ وہاں بھی نہ اسے یہی تکبیر مراد تھی فان الاحادیث يفسر بعضها بعضا وحيد تفسير للحدیث صالح التبيين بجمع طرق (احادیث ایک دوسرے کی تفسیر ہیں اور حدیث کی سب سے بہتر تفسیر وہ ہے جو اس حدیث کے تمام طرق کو جمع کرنے پر ہو۔ ت) بلکہ عند التحقيق احادیث ايجاب اجابت فعليه عند الاذان كما رجع على اسی طرف کچھ نے رسالہ مذکورہ میں احادیث و آثار اربعہ و جاہلین جب اللہ و ام المؤمنین و ابیہرہ و جاہلین سمعو و امیر المؤمنین فاروق اعظم و عبد اللہ بن عمر و ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت کیا کہ یہ وجوب تاوقت اقامت عرس سے اگر چہ قید و مجبوس میں مراۃ قضیت کی کہ جواذان سُن کر تکبیر کے انتظار میں بیٹھا رہے بدکار و مردود و الشہادۃ ہے۔ بجز الرائی میں ہے،

في الفقيه لو انتظر الاقامة لدخول  
المسجد فهو مشي  
فقیہ میں ہے اگر اذان سن کر دخول مسجد کیلئے اقامت کا انتظار کرتا رہا تو وہ گنہگار ہوگا (ت)

اُسی میں ہے  
في المجتبى من كتاب الشهادة من سمع  
الاذان وانتظر الاقامة في بيته لا تقبل  
شهادته  
مجتبیٰ کی کتاب الشہادۃ سے ہے جو شخص اذان سن کر گھر میں اقامت کا انتظار کرتا ہے اُس کی شہادت قبول نہیں۔ (ت)

غرض حدیث سے ثابت کہ جو تکبیر سُن کر حاضر جماعت نہ ہو اُسے بد بخت نامراد ظالم، اعظم، کافر، منافق فرمایا گیا۔ نہ انصاف! کیا تکبیر کسی مطلق جماعت کی طرف بلاتی ہے، کیا اس جماعت میں ملوث ملو ہر حرکت تکبیر کی اجابت ہو جاتی ہے، کیا اُس میں جی علی الصلوۃ صحیح علی الفلاح کے یہ معنی ہیں کہ چاہے اُس

۱۔ اجماع الکبیر مروی از معاذ بن انس رضی اللہ عنہ حدیث ۳۹۶ مطبوعہ مکتبہ فیصلہ بیروت ۱۸۳/۲

۲۔ بجز الرائی بحوالہ الفقیہ باب الامانة مطبوعہ ایک ایم سعید کمپنی کراچی ۲۲۵/۱

۳۔ " باب الاذان " " " " ۲۶۰/۱

نماز و فلاح میں حاضر ہو جاسے نہ آؤ اپنی انگ کرینا شاید قدق صحت الصلوٰۃ کا یہی مطلب ہو گا کہ یہ نماز تو کھڑی ہو ہی گئی اب اس میں اگر کیا کرو گے تم اور کوئی بیٹھی ہوئی اٹھنا حاشا و کلا بلکہ تکبیر اسی جماعت کی طرف بلائی اور اسی کی عدم معافری پر وہ مکمل و کفر و نفاق و شقاوت و خبیثیت ہے تو قطعاً حکم واجب و تاکد کی مصداق ہی ثابت و معبود جماعت ہے۔

ثانیاً یہ توسیع تو بارسے طور پر تھی اگر تصریح فقیرہ و جہتہ و تقریر بحر پر نظر کیجئے تو امر اظہر کہ ان وہ تفسیق کہ ان کے بعد تکبیر کا انتظار بھی جائز نہیں، کہاں یہ توسیع شیعہ کسر سے جماعت اولیٰ میں حاضر ہونا ہی کچھ ضرور نہیں۔

ثالثاً روشن تر نصی قاطع لیجئے سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شانہ اطہر سے مسجد انور میں قرینہ امامت مجروح فرما ہوتے، ایک دن نماز عشاء کو تشریف لائے جماعت میں قلت و کمی کچھ لوگ حاضر نہ پاسے نہایت

یہ بات اس حدیث کے علاوہ متعدد احادیث صحیحہ میں ثابت ہے جنہیں ہم نے حسن البراقۃ فی تصدیق کلمہ الحق میں ذکر کیا ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ (د) امام مسلم نے اپنی صحیح اور دیگر محدثین نے اسی حدیث میں اس بات پر تصریح کی ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ (د) یہ حدیث امام احمد و دیگر محدثین کے ہاں حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور سراج کے ہاں سند سراج میں بھی اسی حدیث کے تحت مذکور ہے یہ روایت سراج میں ہے۔ کہا، پھر آپ مسجد کی طرف تشریف لے گئے تو جو لوگ حاضر تھے وہ تھوڑے تھے آپ سخت غضب میں ہو گئے، میں نے آج تک آپ کو اتنا غضبناک کسی نہیں دیکھا تھا، پھر فرمایا، میں راہ دہ کرتا ہوں میں کسی آدمی کو مکمل دوں جو جماعت کروائے پھر میں ان لوگوں کی طرف جاؤں جن کے اہل اس نماز میں حاضر نہیں ہوتے اور ان کو آگ سے جلا دوں۔

علہ ہذا ثابت فی غیر ہذا الحدیث من عدة احادیث صحیحہ اور دناھا فی حسن البراقۃ ۱۲ منہ رحمہ اللہ (د) علیہ ہذا منصوص علیہ فی ہذا الحدیث عند مسلم فی صحیحہ و عند غیرہ ۱۲ منہ رحمہ اللہ (د) علیہ ہذا عند احمد و غیرہ من حدیث کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عند سراج فی مسندہ فی ہذا الحدیث۔ (د) علیہ ہذا فی روایۃ السراج قال ثم خرج الی المسجد فاذا الناس عزوف و اذا هم قلیلون فغضب غضباً شديداً لا اعلوا نہ رأیتہ غضب غضباً اشد منه ثم قال لقد هممت ان امرهم بجلایصل الی الناس ثم اتقیہم ہذا و الدور الی تخذلت اهلوا عن ہذا الصلاۃ فافترضہا علیہم بالنیوان (د)



شدید غضب و جلال محبوب ذی الجلال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس سے ظاہر ہوا ارشاد فرمایا: خدا کی قسم میرے جی میں آتا ہے کہ مومن کو تکبیر کا حکم دوں پھر کسی کو امانت کے لئے فرماؤں پھر پھر مکتی جوئی مشعلیں سے جاؤں اور ان لوگوں پر ان لوگوں کے گھر پھونک دوں جنہیں یہ اذان سننے پر وقت ہو گیا اب تک گھروں سے نکل کر نہ

عنه فان قلت اليس في نفس المحدث  
ما يدل ان الاول لا تجب علينا  
والانما هم هو صلى الله تعالى عليه وسلم  
ان يقيم الصلاة ثم ينصرف اليهم  
لا حراق بيوتهم۔

اگر آپ کہیں کہ کیا نفس حدیث میں ایسی کوئی چیز نہیں جو  
اس بات پر دلالت کر رہی ہو کہ پہل (جماعت) واجب  
یعنی نہیں ہے ورنہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم کسی کو جماعت قائم کرنے کا حکم دے کر اس (جماعت  
میں نہ حاضر ہونے والوں) کے گھروں کو جھانے کا ارادہ  
نہ کرتے۔

قلت هذا السؤال قد اورد  
قبس على الاحتجاج بالحديث لوجوب  
الجماعة وقد نفى عدم الجماعة  
قال العلامة البدر محمود العسيري  
في عمدة القاري شرح صحيح البخاري  
إثبات (أ) من وجوه الجواب عن حديث  
البدر) ما قاله ابن بريزة عن بعضهم  
انه استنبط من نفس الحديث عدم  
الوجوب لكونه صلى الله تعالى عليه وسلم  
هم بالتوجه الى المتخلفين فلو كانت  
الجماعة فرض عين ما هم بتركها اذا  
توجه قال العسيري ثم نظر فيه بمن  
بريزة باية الواجب يجوز تركه لما هو  
اوجب منه اه كلام العلامة۔

قلت (میں کہتا ہوں) پہلی سوالی اس حدیث  
سے وجوب جماعت پر استدلال کرنے پر وارد  
ہوا اور علامہ اس کے جواب کے درپے تھے ہیں چنانچہ  
علامہ بدر الدین عسیری نے عمدة القاری شرح صحیح البخاری  
میں لکھا تیسرا (یعنی حدیث باب پر اقتراض کے چرچا  
میں سے) جواب وہ ہے جو ابن بریزہ نے بعض محدثین  
کے واسطے سے ذکر کیا وہ یہ ہے کہ نفس حدیث سے  
عدم وجوب ثابت ہوتا ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ  
وسلم نے حاضر نہ ہونے والوں کی طرف جانے کا ارادہ  
کیا ہے اگر جماعت فرض میں ہوتی تو آپ اسے چھوڑ کر  
وہاں جانے کا ارادہ نہ کرتے۔ امام  
عسیری کہتے ہیں پھر ابن بریزہ نے اس کو یہ کہتے تھے  
مطل نظر قرار دیا کہ بعض اوقات اسم واجب کی وجہ  
سے دوسرے کم درجہ واجب کو ترک کیا جاسکتا ہے  
و عمدة القاری کی عبارت ختم ہوئی۔ (باقی صفحہ آئندہ)

(بقیہ ماثیہ صفحہ گزشتہ)

**اقول** فلقد صرح مثل ذلك عنه  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الجمعة  
اخری مسلّم فی صحیحہ عن عبد اللہ  
یمنی عن مسعود مرفعی اللہ تعالیٰ عنہ  
انہ النسبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
قال لقوم یتخلفون عن الجمعة لقد  
همت ان امری جلای صلی بالناس ثم  
احرق حلر جالی یتخلفون عن الجمعة  
بیوتہم۔

**اقول** علا ان عبد اللہ بن وہب  
روی الحدیث فی مسندہ فقال حدثنا  
ابن ابی ذئب حدثنا جملان عن ابی ہریرۃ  
مرفعی اللہ تعالیٰ عنہ فذكر الحدیث  
وفیه ینتہیں بحال من حول المسجد  
لا یشهدون العشاء ولا حرقن بیوتہم  
وقد قال فی حدیث سقناہ عن الجاحض  
اصحابہ ثم اخذ شعلا من نار ولا فسل  
ان یمس ان یدھب بعد الاقامۃ  
بشعر قد اقدت الی بیوت حمول  
المسجد فیصرہم علیہم و یمس  
الرجوع الی المسجد ما یوجب

**اقول** (میں کہتا ہوں) یہی بات صحت  
کے ساتھ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نماز  
جمعہ کے بارے میں بھی ثابت ہے، امام مسلم نے اپنا صحیح  
میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جمعہ  
سے غیر حاضر لوگوں کے بارے میں فرمایا، میرا جی چاہتا  
ہے کہ میں کسی آدمی کو جماعت کا حکم دوں یا دو لوگوں کو نہ  
پڑھائے پھر میں ان لوگوں کے گھر جلادوں جو جمعہ سے  
غیر حاضر رہتے ہیں۔

**اقول** (میں کہتا ہوں) اس کے علاوہ  
عبد اللہ بن وہب نے اپنی مسند میں ذکر کیا کہ حسین  
ابن ابی ذئب نے انھیں جملان نے انھیں سنیہ نا  
ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث بیان کی پھر روایت  
ذکر کی اس کے الفاظ یوں ہیں، مسجد کے ارد گرد  
بازا جائیں جو نماز عشا میں حاضر نہیں ہوتے، وہ نہ  
میں ان کے گھر جلادوں گا۔ اور اسی حدیث میں جیسے  
ہم نے جامع صحیح کے حوالے سے لکھا یہ بھی ہے فرمایا  
پھر میں آگ کی شعلوں، اور ہم نہیں ہستے کہ درگاہ  
اس کے کہ اقامت کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
کا مسجد کے ارد گرد لوگوں کو جگہ کیلئے شعلے نہ کر  
جانا اور درجیان اس کے کہ مسجد کی طرف نہ آنا کوئی  
(باقی صفحہ آئندہ)

البخاری، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسالت اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافقین پر فجر و عشا کی نماز سے بڑھ کر کوئی نماز بیماری نہیں۔ اگر انہیں ان کے درجہ و فضیلت کا علم ہو جائے تو وہ گھٹنوں کے بل ان کی ادائیگی کے لئے آئیں، میرا جی چاہتا ہے کہ میں مؤذن کو تنکیر کا کہوں اور کسی دوسرے کو جماعت کا حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر میں آگ کی مشعل لے کر ان پر پھینکوں جو نماز کے لئے ابھی تک گھروں

البخاری عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیس صلاۃ اقل علی المنافقین من الفجر والعشاء ولو یصلون ما فیہما لا توہموا ولو حیوا لقد هممت ان امر المؤمن فیکفوا ثم اخذ من جلا یؤمر الناصب ثم اخذ شعلۃ من نار فاحرق علی من لا یشیر الی الصلاۃ

(بقیہ مائتہ صفحہ گزشتہ)

زیادہ وقت جو جماعت کو فوت کرایا ہے حتیٰ کہ ترک جماعت لازم آئے۔ یاں، دل نماز کا فوت ہونا لازم آتا ہے اور وہ فضیلت کے سوا کچھ بھی نہیں بعض اوقات اس سے بھی کم درجہ شی کی بنا پر اعلیٰ کو ترک کیا جاسکتا ہے، مثلاً جماعت کے لئے دوڑنے کی بجائے سکون سے چلنا چاہئے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قرآن ہے جب تم اقامت سنتو نماز کی طرف پلہ دریاں حال تم پر سکون و وقار لازم ہے جو حصہ نماز پالو اسے ادا کرو اور جو رہ جائے اسے پورا کرلو۔ اسے بخاری و مسلم وغیرہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے، تو اب اشکال مرے سے ختم ہو گیا واللہ الحمد واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ جبل مجدۃ اسر و احکم ۱۲ منہ وظی اللہ تعالیٰ عنہ (ت)

لغویت الجماعۃ حتی یلزمہ التفرک نعم فی فوات الادراک من ذل الصلاۃ وهو لیس بدفعیلة بل بما یترک لا قد من هذا علی السکینۃ فی المشی بقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا سمعتم الاقامۃ فامشوا الی الصلاۃ وعلیکم بالمسکینۃ و الوقت فاما اور کتہ فھو، وما فاتکم فامشوا، واما الشیخان وغیرھما علی ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فھما لا شکال لہما واللہ الحمد واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ جبل مجدۃ اسر و احکم ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ - (م)

سے نہیں نکلے۔ (ت)

یہ حدیث صحیح نہیں مگر یہ ہے کہ وقت اقامت تک مسجد میں حاضر نہ ہونا وہ جرم قبیح ہے جس پر حضور اقدس صلوٰۃ اللہ تعالیٰ و تسلیماتہ علیہ و علیٰ آلہ و آلہ کرام نے ان لوگوں کے جلا دینے کا قصد فرمایا، علماء فرماتے ہیں یہ ارشاد کہ تکبیر کہلو اگر نماز شروع کر دو اُس کے بعد شریف لے جاؤ اسی بنا پر تھا کہ اُن کی عدم حاضری ثابت اور الزام تکلف قائم ہوئے اس کا منشا وہی تحقیق ہے جو ہم نے ذکر کی کہ ایجاب اجابت تا وقت اقامت موس ہے۔ امام اجل ابو ذر کریم نووی رحمہ اللہ تعالیٰ شریف صحیح مسلم میں فرماتے ہیں:

انما هم با تیانهم بعد اقامة الصلاة لان  
بذلك يتحقق محالفتهم وتخلفهم  
لقامت نماز کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا  
ان کی طرف جانے کا ارادہ اس لئے ہے کہ یہ وہی

عنه قوله بعد فقبض قبل مبني على  
الضم فلما حذفت منه المضاعف اليه  
بني على الضم وسعي غاية لانتهاج الكلام  
اليه والمعنى بعد ان يسمع  
النداء الى الصلاة اه عمنه  
انفارق قلت والنفي اذا لاقى من مانا  
استغرق جميع اجزائه فيمتد  
من بدء وقت المضاعف اليه الى ان  
التكلم ولذا يرجع حاصله في امثال  
الحق الى قولك الى الان تقول ما جاني  
بعد اي بعد ان ذهب الى هذا الحين  
وهذا معني قوله سعي غاية لانتهاج  
الكلام اليها ۱۲ منه رضى الله تعالى  
عنه (د)

قوله "بعد" یہ "قبل کی نفیس ہے یہ مبنی علی الضم ہے۔  
کیونکہ جب اس کا مضاعف الیہ محذوف ہو تو یہ مبنی  
علی الضم ہوتا ہے۔ کلام اس پر ختم ہونے کی وجہ سے  
اسے نہایت کمی کہا جاتا ہے۔ الفاظ حدیث کا معنی  
یہ ہے کہ جو نماز کی اذان سن کر نماز کے لئے نہیں گئے۔  
حدیث الثاری قلت (دیں کہتا ہوں، جب نفی کسی  
زندہ رہا تو تمام اجزاء کو محیط ہوگا اس کا احوط  
وقت مضاعف الیہ کی ابتداء سے لے کر وقت تکمیل تک  
ہوتا ہے اسی لئے ایسی عبارت کا معنی ایسے مقامات  
پر مثلاً "اب تک" ہوتا ہے مثلاً کوئی کہہ جا جائے  
بعد یعنی وہ جانے کے بعد اس وقت  
تک نہیں آیا اور جو انہوں نے کہا کہ اس پر انہما کلام  
کی وجہ سے اسے غایت کہا جاتا ہے اس کا معنی  
و مفہوم بھی یہی ہے ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ت)

فلیتوجه اللہ علیہ الخ وقت سبب نہ آنے والوں کی عدم حاضری اور الزام تکلف ثابت ہو چکا جس کی وجہ سے وہ علامت کے تحتی قرار پائے ہیں الخ (دست)  
**اقول** یہاں سے واضح ہو گیا کہ ظاہر حدیث میں جو کلام فقہیہ و مجتہبی کی تائید نکلتی تھی ممنوع و ساقط ہے مہذا شک نہیں کہ حضور مسجد بنیہ عبادت مقصودہ نہیں بلکہ غرض شہود جماعت ہے اور قبل از اقامت عزت جماعت غیر معقول قوا اقامت تک وجوب موسع ماننے سے چارہ نہیں نکلتا یہ ہے کہ اقامت تک تاخیر یا تو امام معین کو میسر جس کے بن آئے جماعت قائم ہی نہ ہوگی یا اسے جس کا مکان مسجد سے ایسا ملاحق کہ تکبیر کا آواز اس پر غنی نہ رہے گی ان کے سوا اور نمازیوں کو انتظار اقامت کو ملے گی کوئی عینی ہی نہیں کہ جب نہ تکبیر ان پر موقوف نہ اٹھیں اس کی آواز آنے کی تو کس چیز کا انتظار کر رہے ہیں ایسوں کو اسی وقت تک تاخیر و واجب تک تفریق کا خوف نہ ہو حدیث ایسے ہی لوگوں پر محمول اور ممکن کہ کلام فقہیہ و مجتہبی ہی اسی مسمیٰ پر حمل کریں فیہ حاصل التوفیق و باللہ التوفیق۔

سراپہا اگر بغرض باطل یہ احکام مطلق جماعت کے ہوتے کہ اولیٰ و ثانیہ دونوں جس کے فرد کو واجب تھا کہ بعد فوت اولیٰ ثانیہ باتیں ہیں واجب و ترکہ موقوفی کہ اب برائت ذمہ اسی فرد میں منحصر ہو گئی حالانکہ اگرچہ اگر کلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بعد فوت اولیٰ و ثانیہ درکار نفس برائتیں ہیں نہ اس عظیم ہے ظاہر المراد یہ منع و کراہت اگرچہ ماخوذ و مختار جواز ہے جبکہ ہے اعادہ اذانی ہیۃ اولیٰ بدل کر ہو کما بینا و فی فتاویٰ و نابسا یقبل المنصف و ان کا بر المنصف (جیسا کہ ہم نے اپنے فتاویٰ میں اس کی تفصیل بیان کر دی ہے جسے نصف قبول اور متصف مخالفت کرنا گات) امام اجل علیر الدین مرعشی نجفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں :

لو دخل جماعة المسجد بعد ما یصلیٰ اگر کچھ آدمی کسی ایسی مسجد میں داخل ہوتے کہ وہاں کے فیہ اہلہ یصلون و حدانا و هو ظاہر لوگ باجماعت نماز ادا کر چکے تھے تو اب نہ تہاتہا نہیں الروایۃ

اور یہی ظاہر روایت ہے۔ (دست)

عبدہ یہاں کلام علی ما ہوا المشہور بین کثیر من الناس ہے فقیر نے غفر اللہ تعالیٰ لہ پر اس کی تکمیل تکمیل توفیق و جلیل تطبیق فی بعض ہوتی خاص اسباب میں تحریر فقیر سے دیدنی ۱۲/۱۲/۱۳۲۲ھ (م)

مفت شریعہ مسلم للہدوی مع صحیح مسلم باب فضل صلوۃ الجماعۃ زیچہد نہ کوہر محبوبہ ذر محمد امین علیہ السلام ۲۲۲/۱  
 سلفہ روایت بخوارندادی غیر یہ مطلب فی تکرار الجماعۃ فی المسجد عطیوہ مصطفیٰ الباقی مصر ۴۰۹/۱

وبعبارة اخرى جس جماعت کو علماء واجب یا سنت مکررہ کہتے ہیں اُس کا تا کہ متفق علیہ ہے اور ثانیہ کہ بعد فوت اولیٰ بھی نفس جواز مختلف غیر تو ثانیہ کسی وقت اُس جماعت سے نہیں جس کا حکم وجوب تا کہ ہے لیکن ثانیہ دائماً مطلق جماعت کی فرد ہے تو لاجرم یہ احکام مطلق اصولی کے نہیں بلکہ خاص اولیٰ کے ہیں وہو المطلوب (اور مطلوب ہی تھا۔ ت) رد المحتار میں ہے :

قد علمت ان تکرارها مکررہ فی ظاہر الروایۃ الا فی روایۃ عن الامام وروایۃ عن ابی یوسف کما قد مننا قریباً وبعیداً ان المراد جم عند اهل المذهب وجوب الجماعة وانه یا ثمر بتفویتها اتفاقاً

آپ نے ہاں کہ جماعت کا تکرار ظاہر روایت میں مکرر ہے مگر امام صاحب سے ایک روایت اور امام ابو یوسف سے ایک روایت میں مکررہ نہیں جیسا کہ ہم نے ابھی پہلے بیان کیا اور منقریب آ رہا ہے کہ اہل مذہب کے ہاں رائج وجوب جماعت سہوار جماعت کو فوت کرنے والا بالاتفاق گناہ گار ہے (ت)

بہلا وہ کیا چیز ہے جس کی تفویض بالاتفاق گناہ ثانیہ کو قیاسی عبارات میں روایت مشہورہ پر مکررہ بتا رہے ہیں لاجرم وہ اولیٰ ہی ہے تو ثانیہ کے اعتماد پر اسے فوت کرنا بالاتفاق گناہ ہے اور گناہ کی اجازت دینی اُس سے بھی بدتر۔

وبعبارة ثالثة : ہی علماء کہ جماعت ثانیہ کو مکررہ بتاتے ہیں وجوب و تا کہ جماعت کی تعریف فرماتے ہیں کما لا یخفی علی من تتبعہ کلمات القوم وقد علمت کلمات الخلف والوفاق (جیسا کہ ہر اس شخص پر واضح ہے جو فقہاء کی عبارات سے آگاہ ہے اور قرآن میں اختلاف و اتفاق کو جانتا ہے۔ ت) اور وجوب و تا کہ لاکراہت سے اجتماع یعنی نہیں منی الفعل یا مذہب ترک بعد حصول التماکک یقیناً محال اگرچہ بمعنی المطلوب المطلوب اند فی قبل الحصول و مطلوب الفعل بعد الحصول ممکن اور شک نہیں کہ یہاں اجتماع ہو گا تو بمعنی اول فاعرف والمحمد ان کنت تفہم بالیقین (اسے پہچان کر اچھی طرح سمجھ لے اگر تو فہم کو پاسنے والا ہے۔ ت) وہ حکم اجماعی ایسی ہی جماعت کا ہے جو ثانیہ کو کشائی نہیں دے نہ قولی مشہور نہ صرف مجبور بلکہ قول بالمحال اور معاذ اللہ

عنه قلت وروایۃ عن محمد کما فی البحر والمجتبیٰ والحلیۃ وغیرہا ۱۲ منہ (م)

جس کتاب میں امام محمد سے بھی ایک روایت ہے جیسا کہ بحر، مجتبئی، حلیہ اور دیگر کتب میں ہے ۱۲ منہ (م)

تافون عقل و خیر سے دور ہوگا وای شناعة اشنع من ذلك (یعنی اس سے بڑھ کر بد بختی کیا ہوگی۔ ت)  
 صحاحمداً ایک بدیہی بات، سنیت کا ہے سے ثابت ہوتی ہے برائیت حضور سید المرسلین  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مطلقاً یا مع الزکر ایماناً اور وجوب کو کیا چاہئے انکار علی الزکر بھی یا صرف  
 مواظبت دائرہ، اب دیکھ لیا جائے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کس جماعت پر مواظبت فرمائی اور کس  
 کے ترک پر نیکوئی، ظاہر ہے کہ وہ جماعت اولیٰ ہی تھی تو وجوب یا استئذان ہو کہ اسی کا حکم ہے نہ مطلق ثانیہ کا۔  
 نتیجہ احکام افراد جانب مطلق سرایت کرتے مشہور نہیں مگر وہ مطلق مطلق مطلق ہے جس کے تحقق ہو  
 تحقق فرد واحد اس پر صدق حکم کو صدق علی فرد و علی خلاف سائر الافراد کافی نہ لہذا ابتداء احکام افراد  
 مورد احکام متضاد ہوتا ہے یا مطلق جماعت بیشک فرض واجب سنت مستحب مباح مکروہ حرام سب کچھ  
 ہے کہ جماعت جمعہ و جماعت پنجگانہ و جماعت کسوف و جماعت وتر رمضان و جماعت نماز اقل بلا تاخیر و بتدائی  
 و جماعت ظہر فی الصیدیم الجہد وغیرہ سب کو شامل، اس معنی پر حکم فرد کی مطلق سے نفی دو بار قول بالمتاقتین ہے  
 لثبوتہ و نفیہ حکمیتاً و المطلق کلہما (ثبوت و نفی دونوں میں اور دونوں کے دونوں مطلق میں ت)  
 کلام اس میں نہیں مطلق اصولی معنی فرد و شائع یا ثابت متفرقہ فی ای فرد یا میں کلام ہے اس کی طرف احکام خاصہ  
 فرد دون فرد ہرگز ساری نہیں ہو سکتے اور جو حکم اس کے لئے ثابت ہو ہر فرد کو ثابت مالہ و مینع مالہ (جب  
 تک کوئی مانع نہ پایا جائے ت) یہ نکتہ ضروری الخلف ہے کہ اس سے غفلت باعث غلط و شطط ہوتی ہے  
 وقد حققہ تاج المحققین خاتمة المدققین  
 سیدنا الوالد قدس سرہ العاجد فی  
 کتابہ المسماة اصول الشیخ لقمع مہانی  
 الفساد و اللہ الہادی الی سبیل السداد۔  
 تاج المحققین خاتمة المدققین ہمارے سرور والد ارجمی  
 قدس سرہ نے اس کی تحقیق اپنی کتاب اصول الرشاد  
 لقمع مہانی الفساد میں کی ہے اور اللہ تعالیٰ ہی  
 سید سے راہ کی ہدایت دینے والا ہے (ت)

اس لئے کہ اگر کسی فرد کے لئے ثابت کیا تو وہ حکم سرایت  
 کی وجہ سے مطلق کے لئے بھی ثابت ہو جاتا ہے لیکن  
 جب اس نے فرد کے لئے ثابت کیا تو گویا مطلق تکئے  
 بھی ثابت کر دیا حالانکہ اس نے اس سے نفی کر دی  
 جب مطلق کے لئے ثبوت نہیں تو فرد کے لئے بھی ثبوت  
 نہیں مالا لکہ اس نے مطلق کے لئے ثابت کیا ہے (ت)

عہ لانہ ان اثبت للفرد فقد اثبت للمطلق  
 بحکم السیاسة لکنہ اثبت للفرد و اثبت للمطلق  
 وقد نفی عنہ لکنہ لیسر یثبت  
 للمطلق فیسر یثبت للفرد وقد  
 اثبت له ۲۱ منہ (۲)

باجملہ نہ جماعت اولیٰ پر ترجیح تہذیب و حرمت رکھتی ہے نہ حکم و واجب و تاکہ جماعت اولیٰ سے متعدد ہے  
تہ باعتبار ثانیہ ترک اولیٰ کی اجازت ہو سکتی ہے نہ ہرگز اولیٰ و ثانیہ کا ثواب مساوی ہے بلکہ باعتبار ثانیہ  
تفویض اولیٰ گناہ قطعی اجماعی ہے، ہاں مسجد اگر مسجد شریعہ ہو یعنی اُس کے لئے کوئی جماعت معلوم معین نہیں  
جیسے بازاروں کی مسجدیں کہ کسی خاص محلہ و گروہ سے مختص نہیں کچھ راہ گیر آئے پڑ گئے کچھ پھرتے آئے وہ پڑ گئے،  
یوں ہی متفرق گروہ آتے اور پڑتے جاتے ہیں تو وہاں اس قول کی گنجائش ہے کہ ایسی مسجد کی ہر جماعت  
جماعت اولیٰ ہے،

کیونکہ پہلی جماعت دوسری سے ہر حال میں روکنے  
والی ہے یا اس شرط کے ساتھ کہ پہلی جماعت  
اہل محلہ نے بلزادان و اقامت کے ساتھ ادا کی ہو  
حتیٰ کہ اگر غیر محلہ کے لوگ کسی محلہ کی مسجد میں آئے اور  
انہوں نے اذان دی اقامت کہی اور جماعت کرائی  
تو اب اہل محلہ محراب تبدیل کئے بغیر جماعت کرانے  
کا حق رکھتے ہیں کیونکہ جماعت کرنے کا حق ان کا ہے  
تو غیر کی جماعت کی وجہ سے ان کا حق باطل نہیں ہو سکتا  
ہیسا فقہائے اس کی تصریح کی ہے اور راستہ کی مسجد  
میں کوئی عمل باقی نہیں ہوتا لہذا باعتبار معنی  
نہ کوہ کے ایسی مسجد کی کوئی ایک جماعت اولیٰ  
نہ ہوگی بلکہ ہر ایک اولیٰ ہوگی کیونکہ وہاں بعض بعض  
اولیٰ نہیں ہوتے۔ (ت)

فان الاولیٰ الناہیۃ عن الثانیۃ مطلقا او  
بشرطہ ہی ما فعلہا اهل المسجد باذان  
جہر و اقامۃ حتیٰ لو ان مسجدا من  
مساجد الحی انا قوہ من غیر اہلہ فاذا نوا  
واقاموا وصلوا لجماعۃ کان لاہلہ انت  
یصلوا لجماعۃ من دون حاجۃ الی العدول  
عن المحراب لان الحق لہم فلا یبطل  
بفعل غیرہم کما نصوا علیہ و مساجد  
الشوارع لاهلہا معینا فلا یتحقق فیہا  
الاولیٰ بالمعنی الذکور بل الكل اولیٰ  
اذلیس بعض من بعض باولی۔

ولہذا ہر گروہ کہ آتا جائے اپنی اپنی اذان و اقامت سے جماعت کرے

کما فی رد المحتار عن خزائن الاسرار عن  
امالی الامام قاضینا و فی خانیۃ مسجد  
لیس لہ مؤذن و امام معلوم یصلی الناس  
فیہ فوجا فوجا فان الافضل انت یصلی  
مکل فسریت باذان و اقامۃ  
جیسا کہ رد المحتار میں خزائن الاسرار سے امالی قاضینا  
اور انہی کے فتاویٰ غانیہ کے حوالے سے ہے ہر وہ مسجد  
جہاں کوئی مؤذن و امام مقرر نہ ہو وہاں لوگ  
مسجد میں گروہ درگروہ نماز ادا کریں کیونکہ افضل  
یہ ہے کہ ہر گروہ اذان و اقامت کے ساتھ



على حدة الله وفي الشامية عن المنيع  
اما مسجد الشام فلاناس فيه سواء  
لاختصاص له بفريق دون فريق  
الملك نماز پڑھے اور فتاویٰ شامی میں طبع  
سے یہ معاملہ مسجد شارح کا تو اس میں تمام  
لوگ برابر ہوتے ہیں اس میں کسی ایک فرقے کو تخصیص  
حاصل نہیں ہے (ت)

الحمد لله كلام اپنے ذرۃ اقصیٰ کو پہنچا اور حکم مسائل نے غایت انجہ پایا ہکذا ینبغی المتحقیق واللہ  
ولی التوفیق تحقیق کا تقاضا یہی تھا اللہ تعالیٰ ہی توفیق کا مالک ہے۔ ت) روشن رہے کہ فقیر غفر اللہ تعالیٰ  
لہ اگر کسی کے کلام پر اخذ مقصود نہیں بلکہ صرف اظہار حق واداسے واجب اذہا حق کہ بعد سوال اعانت جواب  
ابانت صواب اہم واجبات شرعیہ سے ہے جس پر ہم سے حضور پر نور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے  
عہد واثی لیا۔

اللهم اجعلنا من المفلحين وبعهد نبیک  
من الموفین علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ و  
التسلیم ربنا تقبل منا انک انت  
السمیع العلیم۔  
اے اللہ! ہمیں کامیاب ہونے والوں میں سے کر دے  
اور اپنے نبی علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ  
عہد اقامہ کرنے والا بنا دے۔ اے ہمارے رب!  
ہماری طرف سے قبول فرما بیشک توحیٰ سننے والا اور  
جانتے والا ہے (ت)

الحمد لله کہ یہ ضروری و موجز جواب کا شت صواب فرصت اختلاصی کے چند متفرق مجلسوں میں ۲۲ صفر ۱۳۱۲ ہجری  
روز جان افروز و شنبہ کو وقت اشراق مہر مشرق سمائے ختام و بلحاظ تاریخ بدو فتم الغلادۃ المرصعة فی  
ذہر الاجوبة الاربعة اس کا پورا نام ہوا و اخذ عوضا ان الحمد لله رب العالمین والصلوة و  
السلام علی سید المرسلین محمد و آلہ وصحبہ اجمعین آمین واللہ سبحنہ و تعالیٰ  
اعلم و علمہ جل مجدہ احکم۔

سلفہ و المختار	باب الامامة	مطبوعہ مصطفیٰ الیابی مصر	۴۰۸/۱
فتاویٰ قاضی خاں	فصل فی المسجد	مطبوعہ نوکلشور لکھنؤ	۳۲/۱۶
سلفہ رد المختار	باب الامامة	مصطفیٰ الیابی مصر	۴۰۹/۱